تبٰرک الذی نزل الفرقان علٰی عبدہٖ لیکون للعٰلمین نذیرا

؎ اے بے خبر! بخدمتِ فرقاں کمر ببند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

ماہنامہ

الفرقان

ربوہ

دسمبر ۱۹۶۳ء

مُدیر مسئول
ابو العطاء جالندھری

قیمت فی نسخہ ۶۲ پیسے

سالانہ چندہ ۶ روپے

کل نفس ذائقة الموت

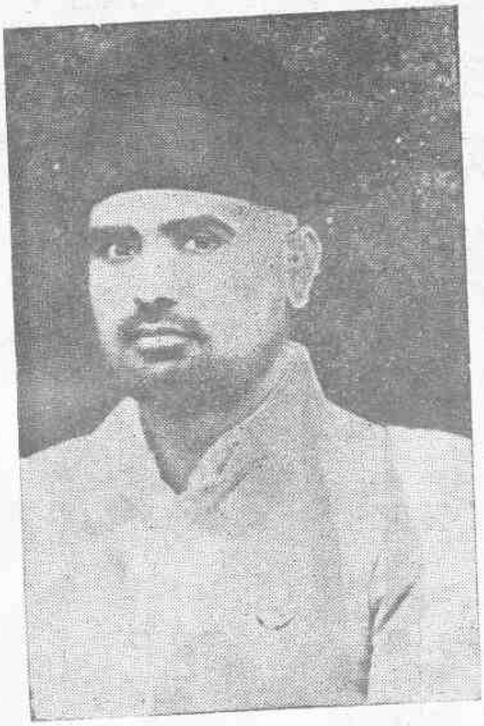

محترم جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی اے واقف زندگی
(ناظر امور عامہ صدرانجمن احمدیہ قادیان)

شمع احمدیت کے وہ پروانے جنہوں نے اپنی زندگی اشاعت اسلام کے لئے وقف کر دی اور جو ۱۹۴۷ء کے خطرناک طوفان کے وقت چٹان کی طرح مرکز سلسلہ میں خدمت پر مامور رہے اور جنہوں نے اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر اسلام کے نام کو بلند کرنے کی کوشش جاری رکھی - ان میں سے ایک نہایت قابل قدروجود حضرت مولوی برکات احمد صاحب راجیکی مرحوم کا تھا - آپ گزشتہ ماہ قادیان میں وفات پاگئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون

محترم مولوی برکات احمد صاحب ہمارے سلسلہ کے بزرگ علامہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی اطال اللہ بقاءہ کے فرزند ارجمند تھے اللہ تعالی حضرت مولوی صاحب اور جملہ افراد خاندان اور ہمارے درویش بھائیوں کو صبر جمیل اور اجر عظیم بخشے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند درجات عطا فرمائے - آمین

دسمبر ۱۹۶۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا

تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی مجلہ

ماہنامہ الفرقان ربوہ

دسمبر ۱۹۶۳ء

ایڈیٹر:- ابو العطاء جالندھری ☆ مینیجر:- عطاء المجیب راشد

سالانہ بدل اشتراک

پاکستان و بھارت ..... چھ روپے

دیگر ممالک ..... تیرہ شلنگ

فی پرچہ ..... پچاس پیسے

تاریخ اشاعت ..... ہر ماہ کی دس تاریخ

بدل اشتراک بنام مینیجر پیشگی آنا چاہیئے!

اعزازی اراکین ادارہ تحریر

محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب

حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل

محترم قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری

محترم شیخ مبارک احمد صاحب فاضل آف نیروبی

محترم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل آف کلکتہ

(طابع و ناشر:- ابو العطاء جالندھری ☆ مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ ☆ مقام اشاعت:- دفتر الفرقان ربوہ ضلع جھنگ)

جلد ۱۳ شمارہ ۱۲
ماہنامہ الفرقان ربوہ
رجب شعبان ۱۳۸۳ھ
دسمبر ۱۹۶۳ء

فہرست مندرجات

۱۔ پادری حضرت مسیح کی صلیبی موت پر مناظرہ کرنے سے کیوں بھاگتے ہیں؟	ایڈیٹر	۳
۲۔ حضرت سیدہ اُمّ وسیم احمد صاحبہ کی رحلت	؍؍	۵
۳۔ درس الحدیث (نبی پاکؐ کی ایک عظیم الشان پیشگوئی کا ظہور)	؍؍	۶
۴۔ ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام (خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے)	؍؍	۷
۵۔ حضرت مسیح کی صلیبی موت کی تردید میں دس قابل غور دلائل	؍؍	۹
۶۔ ابطالِ تثلیث (نظم)	جناب حکیم محمد صدیق صاحب ربوہ	۲۹
۷۔ اے سرزمینِ ربوہ (نظم)	جناب رفیق راز صاحب کوئٹہ	۳۰
۸۔ حاصلِ مطالعہ	جناب مولوی عزیز الرحمٰن صاحب منگلا	۳۰
۹۔ نئی کتابیں (نئی مطبوعات پر تبصرہ جات)	تبصرہ نگار	۳۱
۱۰۔ درویشانِ قادیان کی شان	محترم جناب مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ	۳۳
۱۱۔ ایک عیسائی کا خاص سوال اور اس کا مفصل جواب	ایڈیٹر	۳۵
۱۲۔ سود کے مضمون پر تعاقب در تعاقب	جناب ڈاکٹر عبدالحق صاحب لاہور، محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب ربوہ	۳۸
۱۳۔ پیش لفظ کتاب "حیاتِ نور"	رقم فرمودہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب	۴۲

مودودی صاحب کی "ختم نبوت" کا مکمل جواب

مودودی صاحب کی "ختم نبوت" کے آخری ایڈیشن کے اضافہ جات کو بھی شامل جواب کر لیا گیا ہے۔ اب یہ جامع کتاب "القول المبین" کے عنوان سے اڑھائی صد سے زائد صفحات پر عمدہ جلد کے ساتھ شائع ہو گئی ہے۔

قیمت دو روپے علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ:۔ مکتبہ الفرقان۔ ربوہ

الفرقان کا "قمر الانبیاء" نمبر

حضرت سیدی مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر جاری رہیگا الفرقان کا اس بارے میں خاص نمبر ذرا دیر سے شائع ہوگا۔ بہتر مضامین اور منظومات کا مجموعہ ہوگا۔ بعض مجبوریوں کے باعث سالانہ جلسہ تک شائع نہیں ہو سکا۔ عنقریب پوری آب و تاب سے شائع ہوگا۔

انشاء اللہ ——— (ایڈیٹر)

جلد ۱۳ — شمارہ ۱۲
ماہنامہ **الفرقان** ربوہ
رجب شعبان ۱۳۸۳ھ — دسمبر ۱۹۶۳ء

اداریہ

پادری حضرت مسیح کی صلیبی موت پر مناظرہ سے کیوں بھاگ گئے ہیں؟

پادری الیاس اور دوسرے پادری صاحبان کو کھلا چیلنج!

بائیبل کے دس دلائل سے صلیبی موت کی تردید

رسالہ الفرقان جون ۱۹۶۳ء میں عیسائیوں کے ایک بنیادی مسئلہ **حضرت مسیح کی صلیبی موت پر تحریری مناظرہ** کی دعوت دیتے ہوئے ہم نے لکھا تھا کہ اگر کوئی پادری صاحب تیار ہوں تو اس موضوع پر فریقین میں تحقیقی رنگ میں تحریری مناظرہ ہو سکتا ہے کہ **آیا واقعی حضرت مسیح صلیب پر فوت ہو گئے تھے؟**

ضلع گوجرانوالہ کے ایک پادری الیاس ایس مل صاحب نے اس پر آمادگی ظاہر کی۔ انہوں نے اپنی چٹھی مورخہ ۱۵-۷-۶۳ میں تسلیم کر لیا کہ:-

(الف) "یہ بحث **بائیبل** سے ہی متعلق ہو گی۔"

(ب) "آپ **مدعی** ہیں۔"

میں نے پادری صاحب کو کوٹلی (آزاد کشمیر) سے اپنی چٹھی مورخہ ۲۶-۷-۶۳ میں صاف لکھ دیا کہ:-

"آپ نے میرے متعلق تسلیم فرمایا ہے کہ آپ مدعی ہیں۔ سو میں انشاء اللہ العزیز ایک ماہ کے اندر اندر اپنے اس **دعویٰ کو کہ حضرت مسیح صلیب سے زندہ اترے** ثابت کر کے اپنا پہلا پرچہ آپ تک پہنچا دوں گا وباللہ التوفیق۔"

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا کہ باوجودیکہ میں بیماری کے باعث آرام کے لئے آزاد کشمیر گیا تھا مگر اس نے توفیق بخشی کہ میں نے آزاد کشمیر سے ہی وعدہ کے مطابق **بائیبل** سے دس نہایت **واضح دلائل پر مشتمل** پرچہ پادری صاحب کو ۲۳-۸-۶۳ کو ان کے گھر پر پہنچا دیا۔

اس پرچہ کو پڑھتے ہی پادری صاحب سخت پریشان ہو گئے اور انہوں نے دوسرے دن ۲۴-۸-۶۳ کو مجھے لکھ مارا کہ:-

(الف) "آپ قطعاً **بائیبل** سے اپنا مضمون اختیار کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتے۔"

(ب) "آپ کسی صورت میں بھی اس مضمون کے

مدعی نہیں بن سکتے۔"

(ج) "مدعی کا حق میرے نام پر منتقل فرماویں۔"

اِس پر خاکسار نے جناب پادری صاحب کو سمجھانے کی ہرچند کوشش کی اور اُن سے بار بار درخواست کی کہ آپ مناظرہ کو جاری رہنے دیں اور میرے پہلے پرچہ کے دلائل کا جواب لکھیں تاکہ آخر پر فریقین کے پرچے طبع ہو کر پبلک کے سامنے آسکیں مگر پادری صاحب نے دلائل کے جواب کی طرف رُخ کرنے کی بجائے گالیوں، بدزبانیوں اور طنزیہ عبارتوں کے طومار جمع کر دیئے اور پھر لکھ دیا کہ:-

(الف) "بائیبل کی کوئی آیت بھی اس ضمن میں پیش کرنا ممنوع ہے۔" ($\frac{۹}{۶۲}$ ۲)

اس فقرہ سے شاید قارئین کرام خیال فرمائیں کہ پادری صاحب عقلی دلائل پر گفتگو کرنے کے لئے تیار ہوں گے مگر یہ بات بھی درست نہیں۔ جناب پادری صاحب کا ارشاد ہے کہ:-

"عقلی باتوں کی الہام کے نزدیک کیا قدر و قیمت ہے؟" (چٹھی $\frac{۱۱}{۶۲}$ ۲۲)

اب کوئی پڑھے لکھے عیسائی صاحب بتائیں کہ ایسے پادری صاحب سے کس طرح گفتگو کی جا سکے۔ قرآن مجید کو وہ مانتا نہیں۔ بائیبل کی کسی آیت کو سننے کے لئے تیار نہیں۔ عقلی باتوں کی اس کے خیال میں کوئی قدر و قیمت نہیں۔ اب ایسے پادری کو سمجھایا جائے تو کیسے سمجھایا جائے؟

(ب) "مدعی" کے سلسلہ میں پادری صاحب کا اندازِ معقولیت ملاحظہ فرمایئے مجھے لکھتے ہیں:-

"آپ کا حق تھا کہ بے اصولانہ طور پر مجھے لکھتے کہ آپ مدعی بنیں جیسے کھانا کھانے کے وقت کسی باہر سے آنے والے کو کھانا کھا لو کہا جاتا ہے۔" (چٹھی $\frac{۹}{۶۲}$ ۲)

آخر بہت کچھ سمجھانے بجھانے کے بعد خاکسار نے پادری الیاس صاحب کو لکھ دیا کہ:-

"خلاصہ یہ ہے کہ یا تو مجھے مدعی مان کر میرے پرچہ کا جواب لکھیں اور مسیح کے صلیب سے زندہ اُترنے پر بیان کردہ دس دلائل کی تردید کریں اور یا پھر اپنے اصرار کے مطابق خود مدعی بن کر مسیح کے صلیب پر مر جانے کے "دلائل" لکھ کر پہلا پرچہ بھیج دیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ بلا چون و چرا اب اِن دو صورتوں میں سے کسی ایک صورت کو جو آپکو آسان نظر آئے اختیار کریں گے اور صاف صاف بات کی جائے ؎

من نگویم کہ ایں مکن آں کن
مصلحت بیں و کار آساں کن"

(چٹھی $\frac{۱۱}{۶۲}$ ۱۶)

معزز قارئین! میرے اِس واضح ترین جواب پر پادری صاحب کی رجعت قہقری ملاحظہ فرمائیں لکھتے ہیں:-

"اب میں پھر کہتا ہوں کہ اگر مسیح

صلیب پر سے زندہ اُترے اور زندہ
ہی رہے، پر مناظرہ کرنے کا شوق ہے
تو اپنا شوق پورا کرلیں مجھے آپ کے مدّعی
ہونے پر ہرگز اعتراض نہ ہوگا۔"

(چٹھی ۲۲/۱۱/۶۳)

دیکھا آپ نے کہ پادری صاحب مسیح کے صلیب پر مرنے کا ثبوت دینے سے کس طرح گریز کر رہے ہیں؟ باقی رہا مسیح کا صلیب سے زندہ اُترنا (جس کے بعد وہ باقی انبیاء کے طریق پر طبعی موت سے فوت ہوگئے) تو اس کے لئے ہم نے اپنے پہلے پرچہ میں دس[1] **لاجواب دلائل** پیش کر دیئے ہیں۔ ہمیں فی الحال نئے پرچہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہم وہ دلائل الفرقان کے اس نمبر میں شائع کر رہے ہیں۔ اگر پادری الیاس صاحب یا کسی اور پادری صاحب میں ہمت ہے تو اِن کا جواب مہذبانہ طریقہ پر لکھ کر دکھائیں۔ گالی گلوچ یا طنزیہ تحریروں سے دلائل کا ردّ نہیں ہوسکتا۔ جب کوئی پادری صاحب مطبوعہ یا غیر مطبوعہ طور پر اس پرچہ کا جواب دیں گے تو آگے جواب الجواب کا سلسلہ جاری ہوسکے گا اور پھر فریقین کے پرچے مشترکہ خرچ پر شائع ہوسکیں گے۔

کیا کسی پادری میں دلائل کے رُو سے اس تحریری مناظرہ کی جرأت ہے؟ جاء الحق وزھق الباطل انّ الباطل کان زھوقاً۔

[1] ہم یہ مطبوعہ مضمون اور رسالہ بطور جواب پادری الیاس صاحب کو بصیغہ رجسٹری بھجوا رہے ہیں۔ (ابو العطاء)

افسوسناک انتقال

حضرت سیدہ اُمّ وسیم احمد صاحبہ رضی اللہ عنہا کی رحلت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی حرم محترم اور محترم جناب صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان کی والدہ ماجدہ ۵/ دسمبر ۱۹۶۳ء کو رحلت فرما گئیں۔ انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون۔

آپ حضرت سیٹھ ابوبکر صاحب آف جدہ ایسے مخیر اور سلسلہ کے فدائی بزرگ کی صاحبزادی تھیں۔ آپ نے کم و بیش چھتیس سال تک حضرت امام ہمام ایدہ اللہ بنصرہ کی زوجیت میں رہ کر احمدی خواتین کی تربیت کا فرض سرانجام دیا۔ آپ کے ہر دو صاحبزادے صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور صاحبزادہ مرزا نعیم احمد صاحب افسر امانت تحریک جدید ربوہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سلسلہ کے خادم اور واقفِ زندگی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کو تقسیم ہند کے بعد سے لے کر اب تک دائمی مرکز سلسلہ قادیان میں نمایاں خدمات بجالانے کی توفیق بخشی ہے۔ یہ دونوں ہونہار بچے سیدہ مرحومہ کے لئے دائمی نیکیوں کا موجب ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سیدہ مرحومہ کو جنت الفردوس میں بلند درجات عطا فرمائے اور ان کی اولاد کو بڑھ چڑھ کر خدمتِ دین کی توفیق بخشے۔ آمین

(ادارہ)

درس الحدیث

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک عظیم الشان پیشگوئی کا ظہور

احادیثِ نبویہ میں ہزاروں پیشگوئیاں مذکور ہیں جو اپنے اپنے وقت پر پوری ہو کر ازدیادِ ایمان کا موجب بن رہی ہیں۔ احادیث کے منکر اس لذت سے کب بہرہ اندوز ہو سکتے ہیں۔

آخری زمانہ کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:۔

(الف) لا تقوم الساعة حتّٰی یتطاول الناس فی البنیان۔

کہ قیامت سے پہلے آخری زمانہ میں لوگ ایک دوسرے کے مقابلہ میں بہت وسیع اور اونچی اونچی عمارتیں بنائیں گے۔" (الادب المفرد للبخاری صفحہ ۸۶)

(ب) لا تقوم الساعة حتی یبنی الناس بیوتاً یوشونها وشی المراحیل۔

کہ قربِ قیامت میں لوگ اپنے مکانوں کو اسی طرح نقش و نگار کریں گے جس طرح رنگین کپڑے ہوتے ہیں"۔ (الادب المفرد صفحہ ۱۵۲)

(ج) عن ابی ھریرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقوم الساعة حتّٰی یبنی الناس بیوتاً یشبھونها بالمراحل قال ابراھیم یعنی الثیاب المخططة (الادب المفرد صفحہ ۸۹/۹۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے واقع ہونے سے پہلے لوگ ایسے محلات بنائیں گے جو رنگ برنگ کے کپڑوں کے مشابہ ہوں گے۔"

معزز قارئین! چودہ سو برس (۱۴۰۰) پیشتر کا یہ فرمودہ نبوی آج کس طرح حرف بحرف پورا ہو رہا ہے۔ امریکہ و یورپ کی بلند و منقش عمارتیں کس طرح اس حدیث کی پیشگوئی کی تصدیق کر رہی ہیں۔ کیا یہ واقعہ اس بات کی واضح دلیل نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آئندہ ہونے والے واقعات ظاہر فرمائے تھے جو آپ نے احادیث میں بیان فرمائے ہیں۔

گزشتہ دنوں مجھے چند دن ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی میں قیام کرنے کا اتفاق ہوا۔ روزانہ صبح سیر کو جاتے ہوئے چاروں طرف اعلیٰ سے اعلیٰ عمارتیں اور عجیب و غریب نقوش سے مزین کوٹھیاں دیکھ کر بے ساختہ زبان سے نکلتا تھا صَدَقْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کہ اے رسولِ خدا! آپ کی پیشگوئی پوری ہو گئی اور آپ واقعی خدا تعالیٰ کے سچے فرستادہ تھے۔

صلی اللہ علی النبی وبارک وسلم۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے

"شروع میں ہی اللہ تعالیٰ نے ہم کو تقویٰ کی تعلیم دے کر ایک ایسی کتاب ہم کو عطا کی جس میں تقویٰ کے وصایا بھی دیئے۔ سو ہماری جماعت یہ غم کُل دنیوی غموں سے بڑھ کر اپنی جان پر لگائے کہ ان میں تقویٰ ہے یا نہیں؟ اہلِ تقویٰ کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں۔ یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعہ سے ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کے لئے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے۔ عُجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے اور ایسا ہی کبھی خود غضب عجب و پندار کا نتیجہ ہوتا ہے کیونکہ غضب اُس وقت ہوگا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔ مَیں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں یا ایک دوسرے پر غرور کریں یا نظرِ استخفاف سے دیکھیں۔ خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے یا چھوٹا کون ہے۔ یہ ایک قسم کی تحقیر ہے جس کے اندر حقارت ہے۔ ڈر ہے کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے اور اس کی ہلاکت کا باعث ہو جائے۔ بعض آدمی بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سُنے۔ اس کی دلجوئی کرے، اس کی بات کی عزت کرے، کوئی چڑ کی بات مُنہ پر نہ لاوے کہ جس سے دُکھ پہنچے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولٓئک ھم الظالمون۔ تم ایک دوسرے کا چڑ کے نام نہ لو۔ یہ فعل فساق و فجار کا ہے۔ جو شخص کسی کو چڑاتا ہے وہ نہ مرے گا جب تک وہ خود اسی طرح مبتلا نہ ہوگا۔ اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو۔ جب ایک ہی چشمہ سے کل پانی پیتے ہو تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے۔ مکرم و معظم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے۔ انّ اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم انّ اللّٰہ علیمٌ خبیر۔ یہ جو مختلف ذاتیں ہیں یہ کوئی وجہ شرافت نہیں۔"

(تقریر ۲۵ دسمبر ۱۸۹۷ء)

خاص پیشکش

مکتبہ الفرقان کی طرف سے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ایک نہایت مفید کتاب "القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین" شائع کر دی گئی ہے۔ اس کتاب میں مودودی صاحب کی طرف سے شائع کردہ کتابچہ "ختم نبوت" کا ٹھوس اور مفصل جواب دیا گیا ہے۔ محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل جالندھری نے اس مبسوط کتاب میں ان اضافہ جات کا بھی جواب دیا ہے جو مودودی صاحب نے اپنے کتابچہ کے تازہ ایڈیشن میں کئے ہیں۔ ہر لحاظ سے جامع کتاب ہے۔ کتابی صورت میں مجلد اور خوبصورت گردپوش کے ساتھ طبع ہو چکی ہے۔ قیمت دو روپے +

ملنے کا پتہ: مکتبہ الفرقان ربوہ ضلع جھنگ

آپ کی سہولت کیلئے

ہم نے یہ انتظام کیا ہے کہ اگر آپ آج ہی ایک کارڈ کے ذریعہ ہمیں یہ اطلاع دیدیں کہ آپ کو کس کس کتاب کی ضرورت ہے تو ہم یہ کتب حاصل کر کے بنڈل کی صورت میں تیار رکھیں گے اور آپ جلسہ سالانہ کے ایام میں کسی وقت بھی یہ کتب دفتر الفرقان سے حاصل کر سکتے ہیں۔ اس طرح آپ کو جگہ جگہ تلاش کرنے کی تکلیف نہ ہو گی۔ آج ہی اپنے آرڈر دیکر ممنون فرمائیں

المعلن

مینیجر مکتبہ الفرقان۔ ربوہ

مباحثہ مصر کا انگریزی ترجمہ

The Cairo Debate کے نام سے

مکتبہ الفرقان کی طرف سے حال ہی میں "مباحثہ مصر" کے عظیم الشان مناظرہ کا انگریزی ترجمہ نہایت عمدہ سفید کاغذ پر شائع کیا گیا ہے۔ احباب کو چاہئے کہ اس مفید کتاب کی مسلمانوں اور عیسائیوں میں بکثرت اشاعت کے ذریعہ اشاعت اسلام کے اہم فریضہ کو ادا کریں۔ قیمت سوا روپیہ۔

• سلسلہ عالیہ احمدیہ کی جملہ کتب بھی ہمارے مکتبہ سے مل سکتی ہیں۔

فہرست کتب مفت طلب فرمائیں!

مینیجر مکتبہ الفرقان۔ ربوہ ضلع جھنگ

منوّر جیولرز

سونے اور چاندی کے خالص زیورات جدید ڈیزائنوں میں بنوانے کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔

الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ

کی انگوٹھیاں خریدنے کا واحد مرکز ـــــ

قیمت فی انگوٹھی اڑھائی روپے

حاجی شریف احمد و چوہدری انور احمد

مارکیٹ فضل شاپ۔ گولبازار۔ ربوہ

موجودہ عیسائیت کے بنیادی عقیدہ

"حضرت مسیح کی صلیبی موت" کی تردید

عیسائیوں کے لئے اناجیل کے دس قابل غور دلائل!

مسیح کی ولادت کے بارے میں اختلاف

اللہ تعالیٰ کی عجیب مصلحت ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کا واسطہ تین بڑی قوموں سے ہے۔ ان کی (مسیح کی) ولادت اور وفات کے بارے میں شدید اختلافات ہیں۔ حضرت مسیح بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے۔ یہودی ان کی ولادت کو ناجائز قرار دیتے ہیں اور حضرت مریم صدیقہ پر نہایت ناپاک الزام لگاتے ہیں۔ اور حضرت مسیح کو (معاذ اللہ) ولد الحرام قرار دے کر استثناء ۲۳/۲ کے مطابق روحانی بادشاہت سے محروم قرار دیتے ہیں۔ عیسائی اور مسلمان حضرت مسیح کی بن باپ ولادت کے قائل ہیں لیکن مسلمان اسے اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کا ایک کرشمہ یقین کرتے ہیں۔ خود قرآن مجید فرماتا ہے اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی بن باپ ولادت کے لئے تم حضرت آدم کی مثال پر غور کرو۔ [illegible] قادر مطلق خدا نے حضرت آدم کو بغیر ماں باپ اور بغیر [illegible] کے پیدا کر دیا تھا اسی طرح اس نے مسیح ابن مریم کو بغیر باپ کے پیدا کر دیا ہے۔

عیسائیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا کوئی انسانی باپ نہ تھا لیکن وہ خدا کے بیٹے ہیں اور خود خدا ہیں۔ گویا ولادت مسیح کے متعلق یہود و نصاریٰ نے تفریط و افراط کی راہ اختیار کی۔ یہودیوں نے انہیں (معاذ اللہ) ولد الحرام ٹھہرایا اور عیسائیوں نے انہیں خدا کا بیٹا بنا دیا۔ مگر اسلامی تعلیم یہ ہے کہ حضرت مسیح ایک مقدس اور راستباز نبی تھے۔ ان کی بن باپ پیدائش اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک کرشمہ تھا وہ خدا یا خدا کا بیٹا نہ تھے محض انسان رسول تھے۔

حضرت مسیح ابن مریم کے دعویٰ نبوت و رسالت کے باعث یہودی ان سے شدید بغض رکھتے تھے انہوں نے بار بار انتہائی کوشش کی کہ کسی طرح حضرت مسیح کو ہلاک کریں (متی ۱۲/۱۴) اس وقت فلسطین میں رومیوں کی ایک زبردست پُرامن حکومت موجود تھی اسلئے یہودی [illegible] براہ راست حضرت مسیح پر ہاتھ ڈالنے [illegible] وہ مختلف عذرات اور بہانے بنا کر انہیں رومی حکومت کے ذریعہ قتل کروانا چاہتے تھے بلکہ انہیں صلیب پر

مروانا یہودیوں کا اصل مقصد تھا۔ تاکہ وہ مسیح کو نیست و نابود بھی کرسکیں اور انہیں اپنے دعویٰ نبوت میں کاذب اور لعنتی بھی ثابت کرسکیں۔ کیونکہ کتاب استثناء میں صاف لکھا ہے کہ جو شخص جھوٹا دعویٰ نبوت کرے وہ قتل کا مستحق ہے۔ (استثناء $\frac{18}{20}$) نیز لکھا ہے کہ جو شخص واجب القتل ہو اور اس کی موت صلیب کے ذریعہ سے ہو یا اُسے موت کے بعد صلیب پر لٹکایا جائے تو وہ ملعون ہوتا ہے۔ الفاظ یہ ہیں:-

"وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے خدا کا ملعون ہے۔" (استثناء $\frac{21}{22}$)

اس بنا پر یہودی علماء کی ساری تگ و دو یہ تھی کہ حضرت مسیح کی موت صلیب کے ذریعہ سے ہو۔ صلیب دینا رومی حکومت کے قواعد کے مطابق صرف حاکم وقت کا کام تھا جس کے لئے خاص قواعد مقرر تھے۔ اسی لئے یہودیوں نے کوشش کی کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو حکومت کا باغی قرار دیں اور ملک و قوم میں حکومت کے خلاف نفرت انگیزی کرنے والا ٹھہرائیں۔ تا اس طرح حضرت مسیح کو صلیب پہ مارا جا سکے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ظالم یہودی علماء نے حضرت مسیح علیہ السلام ایسے معصوم اور بے گناہ انسان کو پیلاطوس کی عدالت میں پیش کیا تو انہوں نے ان پر حکومتِ وقت سے بغاوت کا جرم عائد کیا۔ لکھا ہے کہ:-

"انہوں نے اس پر الزام لگانا شروع کیا کہ اسے ہم نے اپنی قوم کو بہکاتے اور قیصر کو خراج دینے سے منع کرتے اور اپنے آپکو مسیح بادشاہ کہتے پایا۔" (لوقا $\frac{23}{2}$)

یہودیوں کی یہ ساری شرارت صرف اس غرض سے تھی تا وہ حضرت مسیح کو صلیب پر مروا سکیں اور بعد ازاں اپنے عوام کو یہ کہیں کہ چونکہ وہ جھوٹا مدعیٔ نبوت تھا اسلئے صلیب پر مر کر ملعون ثابت ہوا۔ یہودی حضرت مسیح کی تین سال کی تبلیغ کے عرصہ میں اس لئے بھی گھبرا رہے تھے کہ حضرت مسیح کو اللہ تعالیٰ نے بڑی قبولیت عطا فرمائی تھی۔ یوحنا کی انجیل میں لکھا ہے:-

"فریسیوں نے آپس میں کہا۔ سوچو تو کہ تم سے کچھ نہیں بن پڑتا ہے۔ دیکھو جہان اس کا پَیرو ہو چلا۔" (یوحنا $\frac{12}{19}$)

ان حالات میں یہودیوں نے حضرت مسیح کی صلیبی موت کے لئے ناپاک منصوبہ بنایا اور یہ دعویٰ کرنے لگے انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ کہ ہم نے اس مسیح ابن مریم کو جو جھوٹے طور پر مدعیٔ رسالت تھا قتل کر دیا، صلیب پر مروا دیا۔ اس کا مقتول و مصلوب ہونا اس کے لعنتی ہونے کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے اس ناپاک دعوے کے جواب میں فرمایا کہ تم خود ملعون ہو مسیح ملعون نہیں ہے۔ وہ تو مرفوع الی اللہ ہے۔ تمہارے در و دیوار پر اور تمہاری نسل پر اس ناپاک منصوبہ کی وجہ سے لعنت برستی رہے گی۔

تاریخ اور اناجیل سے اس حد تک ثابت ہے کہ یہودی پیلاطوس کے ذریعہ حضرت مسیح کو صلیب تک پہنچانے میں کامیاب ہو گئے تھے لیکن یہ بات سراسر غلط ہے کہ حضرت مسیح پر صلیبی موت وارد ہوئی تھی۔ اس لئے

یہودیوں کا مسیحؑ کو ملعون ٹھہرانا سراسر غلط اور جھوٹ ہے۔ عیسائیوں نے یہودیوں کی اس تفریط کے مقابلہ پر افراط کی راہ یوں اختیار کی کہ انہوں نے کہنا شروع کر دیا کہ حضرت مسیح واقعی صلیب پر مارے گئے اور مصلوب ہونے کی وجہ سے وہ لعنتی بھی قرار پا گئے لیکن وہ اسلئے لعنتی ہوئے تاکہ ہمارے (عیسائیوں کے) گناہوں کا کفارہ ہوسکیں۔ یہ افراط کی راہ عیسائیوں نے پولوس کی زیر ہدایت اختیار کی ہے۔ پولوس لکھتے ہیں:-

"مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لیکر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کیونکر لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے۔" (گلتیوں ۳/۱۳)

اس کی تشریح میں لکھا ہے:-

"جب وہ خدا کے مقررہ انتظام اور علم سابق کے موافق پکڑوایا گیا تو تم نے بے شرع لوگوں کے ہاتھ سے اسے صلیب دلوا کر مار ڈالا۔" (اعمال ۲/۲۳)

گویا عیسائی عقیدہ یہ ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر واقعی طور پر مر گئے تھے اور اسی وجہ سے وہ ملعون قرار پائے تھے لیکن وہ عیسائیوں کے زعم کے مطابق ان کے گناہوں کا کفارہ بن گئے۔

اسلام نے جس طرح حضرت مسیح کی ولادت کے بارہ میں افراط و تفریط کو چھوڑ کر معتدل عقیدہ پیش فرمایا اسی طرح مسیح کی صلیبی موت کے بارے میں بھی بڑے زور اور پوری تحدی کے ساتھ دنیا میں یہ اعلان فرمایا کہ حضرت مسیحؑ صلیب پر ہرگز فوت نہیں ہوئے اور ان کو مصلوب قرار دیکر ملعون ٹھہرانے کی یہود و نصاریٰ کی ناپاک کوشش سراسر بے بنیاد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اسی طرح صلیبی موت سے بچایا جس طرح وہ دوسرے انبیاء کو شدید ابتلاؤں میں بچاتا آیا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیحؑ کو ان کے مقررہ وقت پر اور اپنے وعدہ اِنّی متوفیک کے مطابق طبعی موت عطا فرمائی۔ گویا اسلام حضرت مسیحؑ کی صلیبی موت کا انکاری ہے اور ان کے مصلوب اور ملعون ٹھہرانے کے سخت خلاف۔ البتہ اسلام کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ اپنی طبعی موت سے وفات پا چکے ہیں اس لئے ان کے خدا کے دائیں ہاتھ بیٹھنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی ان کی دوبارہ جسمانی آمد کا نظریہ درست ہے۔ گویا اسلام مسیحؑ کی موت کے بارہ میں بھی یہود و نصاریٰ کے زعم کی پُرزور تردید کرتا ہے۔

صلیبی موت کا عقیدہ موجودہ عیسائیت کی بنیاد ہے

موجودہ عیسائیت (جسے محققین پولوس کی ایجاد کردہ عیسائیت قرار دینے میں حق بجانب ہیں) کی بنیاد حضرت مسیحؑ کی صلیبی موت پر ہے۔ کیونکہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ نہ حضرت مسیحؑ صلیب پر مرے اور نہ صلیبی موت کے بعد ان کے دوبارہ جی اٹھنے کا سوال پیدا ہوتا ہے تو موجودہ عیسائیت پاش پاش ہو جاتی ہے۔ خود پولوس کہتے ہیں:-

"اگر مسیح جی نہیں اٹھا تو ہماری منادی بھی بے فائدہ ہے اور تمہارا ایمان بھی بے فائدہ۔" (۱ کرنتھیوں ۱۵/۱۴)

عیسائیت کے مشہور امریکی مناد ڈاکٹر زویمر اپنی کتاب "السر العجیب فی فخر الصلیب" میں لکھتے ہیں کہ مسیح کا صلیب پر مرنا ثابت نہ ہو تو پھر ہماری ساری عیسائیت باطل اور جھوٹی ہے۔ اُن کے الفاظ یہ ہیں :-

"فَاِذَا کَانَ اِیْمَانُنَا ھٰذَا اَخْطَأَ کَانَتْ مَسِیْحِیَّتُنَا بِجُمْلَتِھَا بَاطِلَةً" (السر العجیب صفحہ ۲)

پس صلیبی موت کا عقیدہ موجودہ عیسائیت کا وہ بنیادی ستون ہے جس کے گرنے سے عیسائیت کی ساری موجودہ عمارت دھڑام سے پیوند زمین ہو جاتی ہے۔

صلیبی موت کی تردید پر دس انجیلی دلائل

اب ہم اللہ تعالیٰ کے نام سے اور اسی کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ اپنے اس دعویٰ کو ثابت کرتے ہیں کہ حضرت مسیح کی موت طبعی طور پر ہوئی ہے۔ ان کی صلیبی موت کا دعویٰ سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ صلیبی موت کے دعوے کے ابطال کے لئے ہم ذیل میں دس دلائل پیش کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ عیسائی صاحبان اس بات پر بہت مصر ہوتے ہیں کہ وہ صرف "کتاب مقدس" یعنی بائیبل پر ایمان رکھتے ہیں اور ان پر صرف اسی کے بیانات حجت ہیں۔ وہ کسی اور الہامی کتاب کے قائل نہیں۔ نیز اُن پر عقلی دلائل بھی مؤثر ثابت نہیں ہو سکتے۔ اس لئے ہم اس قطعی یقین کے باوجود کہ بائیبل میں بہت سی محرف و مبدل باتیں شامل ہیں اپنے مدمقابل پادری صاحبان اور دیگر عیسائی صاحبان پر اتمام حجت کے لئے بنیادی طور پر بائیبل سے ماخوذ دلائل ہی پیش کریں گے۔ البتہ ان کی تائید میں عقلی دلائل کا ذکر ہو سکتا ہے۔ ہمارے پیش کردہ دلائل حسب ذیل ہیں۔

دلیل اوّل

یونس نبی کا نشان

اناجیل میں لکھا ہے :-

(ا) "پھر فریسی نکل کر اس سے بحث کرنے لگے اور اسے آزمانے کے لئے اس سے کوئی آسمانی نشان طلب کیا۔ اس نے اپنی روح میں آہ کھینچ کر کہا کہ اس زمانہ کے لوگ کیوں نشان طلب کرتے ہیں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس زمانہ کے لوگوں کو کوئی نشان نہ دیا جائیگا۔" (مرقس ۸/۱۱-۱۲)

(ب) "اس زمانہ کے بُرے اور زناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں مگر یونس کے نشان کے سوا کوئی اور نشان ان کو نہ دیا جائے گا اور انہیں چھوڑ کر چلا گیا۔" (متی ۱۶/۴)

(ج) "اس زمانہ کے لوگ بُرے ہیں وہ نشان طلب کرتے ہیں مگر یونس کے نشان کے سوا کوئی اور نشان ان کو نہ دیا جائے گا کیونکہ جس طرح یونس نینوہ کے لوگوں کے لئے نشان ٹھہرا اسی طرح ابن آدم بھی اس زمانہ کے لوگوں کے لئے ٹھہرے گا۔" (لوقا ۱۱/۲۹-۳۰)

(د) "اس نے جواب دیکر ان سے کہا کہ اس زمانہ کے بُرے اور زناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں مگر یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی اور

نشان ان کو نہ دیا جائے گا۔ کیونکہ جیسے یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا" (متی ۱۲/۳۹-۴۰)

قارئین کرام! اول تو یہ امر قابل غور ہے کہ چار انجیل نویسوں میں سے صرف تین یونس نبی کے نشان کے سلسلہ میں روایت درج کرتے ہیں۔ یوحنا اس بارہ میں خاموش ہے۔ دوسرے یہ امر خاص توجہ کے قابل ہے کہ مرقس کسی نشان کے دکھائے جانے سے قطعی انکاری ہے۔ وہ یونس نبی کے نشان کا کوئی استثنا بھی بیان نہیں کرتا۔ صرف دو انجیل نویس متی اور لوقا بتلاتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ نے فرمایا کہ اس زمانہ کے لوگوں کو میرے ذریعہ سے وہی نشان دکھلایا جائے گا جو یوناہ نبی کے ذریعہ سے نینوہ کے بسنے والوں کو دکھایا گیا تھا۔ یوناہ نبی کے نشان کے بارہ میں بائیبل کے ذیل کے الفاظ توجہ کے قابل ہیں:۔

"خداوند نے ایک بڑی مچھلی مقرر کر رکھی تھی کہ یوناہ کو نگل جائے اور یوناہ تین دن رات مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ تب یوناہ نے مچھلی کے پیٹ میں خداوند اپنے خدا سے دعا مانگی اور کہا کہ میں نے اپنی بپتا میں خداوند کو پکارا اور اس نے میری سنی"

(یوناہ نبی کی کتاب ۱/۱۷، ۲/۱-۲)

اس نشان میں دعا کے ذریعہ سے حضرت یونس علیہ السلام کا ہلاکت کے منہ سے زندہ بچ نکلنا مذکور ہے۔ حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں کہ میرے ذریعہ سے بھی یہی نشان ظہور پذیر ہوگا۔ یعنی میں بھی دعا کی برکت سے ہلاکت کے منہ میں پہنچنے کے باوجود صحیح و سلامت رہوں گا۔ یہی مشابہت دونوں نشانوں میں ہو سکتی ہے۔ اگر حضرت مسیحؑ اپنی انتہائی عاجزی اور نہایت درد و کرب کی دعاؤں کے باوجود صلیبی موت سے نہ بچ سکیں تو انہیں حضرت یونسؑ کے ساتھ کوئی مشابہت نہیں ہو سکتی۔ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں زندہ داخل ہوئے، زندہ ہی وہاں رہے اور زندہ ہی وہاں سے نکلے۔ اسی طرح ضروری ہے کہ حضرت مسیح صلیب سے اُتر کر زندہ ہی قبر میں داخل ہوں، زندہ ہی وہاں رہیں اور زندہ ہی وہاں سے نکلیں۔ اگر یہ صورت نہ ہو بلکہ حضرت مسیح کو صلیب پر مُردہ ہی مان لیا جائے اور انہیں قبر میں رکھ دیا جائے تو بتلایئے کہ مُردہ کو زندہ سے کیا مشابہت اور زندہ کو مُردہ سے کیا مماثلت؟

پادری صاحبان غور فرمائیں کہ حضرت مسیحؑ نے صرف ایک نشان دکھانے کا یہود سے وعدہ کیا ہے اگر وہ نشان بھی غلط قرار دیا جائے اور مسیح کی صلیبی موت کے عقیدہ کے باعث مسیح کی ملعونیت کو عیسائیت کی بنیاد قرار دے دیا جائے تو حضرت مسیح کی سچائی ثابت کرنے کے لئے از روئے اناجیل کون سا نشان باقی رہ جاتا ہے؟ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ حضرت مسیحؑ کے اس متحدیانہ بیان سے کہ یہود کو صرف وہی نشان دکھلایا جائے گا جو اہل نینوہ کو دکھایا گیا تھا۔ صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیحؑ پر یہ بات کھل چکی تھی کہ انہیں صلیب پر حقیقی موت نہیں آسکتی اور وہ صرف حضرت یونسؑ کی طرح دُکھ کے بعد بے ہوشی کی حالت میں صلیب سے اتار کر قبر میں رکھے جائیں گے اور پھر

زندہ ہونے کی ہی صورت میں قبر سے نکل آئیں گے ۔ یہ یہود کے لئے ایک نشان تھا ۔ اب پادری صاحبان اگر حضرت مسیحؑ کے نشان کو قائم رکھنا چاہتے ہیں اور ان کی دلیل کو ثابت یقین کرتے ہیں تو انہیں صدق دل سے ماننا چاہیئے کہ حضرت مسیحؑ صلیب پر ہرگز فوت نہیں ہوئے ورنہ حضرت مسیحؑ کی سچائی بالکل مشتبہ ہو جائے گی ۔ ہم مسلمان چونکہ حضرت مسیحؑ کو راستباز نبی تسلیم کرتے ہیں اور انہیں حضرت یونس علیہ السلام کی مانند صادق سمجھتے ہیں اس لئے ہمارا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت مسیحؑ صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ وہاں سے زندگی کی حالت میں اتارے گئے اور زندہ رہے حتّٰی کہ وقت آنے پر طبعی موت سے ان کی وفات ہوئی ۔

دلیل دوم

صلیبی موت حضرت مسیحؑ کے مشن کے منافی ہے

اناجیل میں لکھا ہے :-

(ا) "اس (مسیحؑ) نے جواب میں کہا کہ میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا ۔"
(متی ۱۵/۲۴)

(ب) "ان بارہ کو یسوع نے بھیجا اور انہیں حکم دے کے کہا کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا ۔" (متی ۱۰/۵-۶)

(ج) "مجھے اور شہروں میں بھی خدا کی بادشاہت کی خوشخبری سنانی ضرور ہے کیونکہ میں اسی لئے بھیجا گیا ہوں ۔" (لوقا ۴/۴۳)

(د) "ابن آدم کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈنے اور نجات دینے آیا ہے ۔" (لوقا ۱۹/۱۰)

(س) "میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اس بھیڑخانے کی نہیں مجھے ان کا بھی لانا ضرور ہے اور وہ میری آواز سنیں گی ۔ پھر ایک ہی گلہ اور ایک ہی چرواہا ہوگا ۔" (یوحنا ۱۰/۱۶)

(ش) "جب تمہیں ایک شہر میں ستائیں تو دوسرے کو بھاگ جاؤ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم اسرائیل کے شہروں میں نہ پھر چکو گے کہ ابن آدم آجائے گا ۔" (متی ۱۰/۲۳)

ان حوالہ جات سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا مشن بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں یعنی یہود کے ان سب قبائل کے لئے تھا جو حضرت مسیحؑ کی بعثت کے وقت فلسطین سے لیکر ہندوستان تک کے مشرقی ممالک میں منتشر اور پراگندہ کر دیئے گئے تھے ۔ جیسا کہ بائیبل کے صحیفہ میں آستر کی کتاب میں یہ بات مذکور ہے ۔ (ملاحظہ ہو آستر ۱/۱ ، ۸/۹ اور ۹/۳۰) ان حوالہ جات میں درج ہے کہ یہودی ہندوستان سے لے کر کوش تک کے تمام علاقہ میں پھیلے ہوئے تھے ۔ فلسطین میں اس وقت یہود کے بارہ (۱۲) قبائل میں سے صرف دو (۲) قبیلے آباد تھے ۔ باقی دس (۱۰) قبیلے گمشدہ بھیڑوں کی حیثیت میں پراگندہ اور

منتشر تھے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا مشن سراسر ناتمام اور ناکام رہ جاتا ہے۔ اگر موجودہ عیسائیوں کے اس عقیدہ کو درست تسلیم کر لیا جائے کہ ۳۳ برس کی عمر میں حضرت مسیح یہود کے ہاتھوں مارے گئے اور پھر زندہ ہو کر اسی وقت سے آسمان پر بیٹھے ہیں۔ گویا اپنا فرض منصبی چھوڑ کر آسمان پر چڑھ گئے ہیں اور یہ ساری خرابی صلیبی موت کے نظریہ سے پیدا ہوتی ہے۔ صحیح بات یہ ہے جس پر تاریخی شہادات گواہ ہیں کہ حضرت مسیح صلیب سے زندہ اُتر کر فلسطین کے مشرق کی طرف اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کی تلاش میں ملک بہ ملک پھرتے رہے اور یہودیوں کو دعوتِ حق دیتے رہے۔ تاریخی شہادات کے علاوہ آجکل ظاہر ہونے والے آثارِ قدیمہ بھی اس بارہ میں شہادت دے رہے ہیں کہ عیسائیوں کا عقیدہ سراسر باطل ہے۔ حضرت مسیح اپنے مشن کی تکمیل کے بعد اسی زمین پر فوت ہوئے ہیں اور محلہ خانیار سرینگر میں مدفون ہیں۔ حضرت مسیح کی ان عبارتوں پر جو ہم اس دلیل کی ابتدا میں درج کر آئے ہیں غور کرنے سے صاف نظر آتا ہے کہ ان کا دائرۂ تبلیغ صرف اسرائیل کا گھرانا ہے اور وہ اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کی تلاش میں فلسطین کے باہر دوسرے ممالک میں جانے کا عزم رکھتے ہیں۔ اب پادری صاحبان کے سامنے یہ دودھاری تلوار ہے کہ یا تو وہ مسیح کی صلیبی موت کے اپنے خودساختہ عقیدہ کی تردید کریں اور یا پھر حضرت مسیح کو اپنے مشن میں ناکام و نامراد مانیں۔

ہم تو حضرت مسیح علیہ السلام کو اپنے مشن میں کامیاب یقین کرتے ہیں کیونکہ اُن کا اپنا قول ہے کہ میں دنیا پر غالب آیا ہوں۔ (یوحنا $\frac{16}{33}$) یعنی صلیب سے بچ کر اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں تک جو میرا حلقۂ تبلیغ تھا پیغامِ حق پہنچانے میں کامیاب ثابت ہوا ہوں۔ اسلئے ہمارا اعتقاد اور یقین ہے کہ حضرت مسیح نے زندہ بچ کر ہندوستان تک سیاحت کی اور یہود کو پیغامِ حق پہنچایا۔ صلیبی حادثہ سے پیشتر ان کے اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کی تلاش میں نکلنے یا انہیں پیغامِ حق پہنچانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ پس حضرت مسیح کو اپنے مشن میں کامیاب قرار دینے کے لئے ضروری ہے کہ ان کی صلیبی موت کے عقیدہ کو غلط قرار دیا جائے۔

دلیل سوم

پیلاطوس کی بیوی کا خواب

اگرچہ یہ بات ایک محقق کی نظر میں سخت قابلِ تعجب ہے کہ تین انجیل نویس یعنی مرقس، لوقا اور یوحنا ذیل کے نہایت ہی ایمان افروز واقعہ کو ذکر کرنے سے پہلو تہی کرتے ہیں تاہم متی انجیل نویس لکھتے ہیں:-

> "اسے (پیلاطوس کو) معلوم تھا کہ انہوں نے اس کو حسد سے پکڑوایا ہے اور جب وہ تختِ عدالت پر بیٹھا ہوا تھا تو اس کی بیوی نے اُسے کہلا بھیجا کہ تو اس راستباز سے کچھ کام نہ رکھ کیونکہ میں نے آج خواب میں اس کے سبب سے بہت دُکھ اُٹھایا ہے۔"
>
> (متی $\frac{27}{18-19}$)

قارئین کرام! پیلاطوس کی بیوی کا یہ خواب ایک سچا خواب ہے اور اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خواب دکھایا جانا اس بات کی ایک قطعی دلیل ہے کہ الٰہی منشاء یہی تھا کہ حضرت مسیح کی صلیبی موت واقع نہ ہو۔ یہ بات کہ اس خواب اور پیغام کے نتیجہ میں پیلاطوس نے کیا طریق کار اختیار کیا ایک علیحدہ مسئلہ ہے جسے ہم آئندہ صفحات میں مدلّل طور پر ذکر کریں گے۔ اس جگہ ہم صرف نفسِ خواب کو بطور دلیل پیش کر رہے ہیں کیونکہ یہ خواب **رحمانی خواب** ہے اور اس کا عین اس موقعہ پر دکھایا جانا اللہ تعالیٰ کے اس منشاء کو ظاہر کرتا ہے کہ مسیح صلیب سے ضرور بچائے جائیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دستگیری کے لئے بعض دوسرے لوگوں کو خواب دکھا کر بھی اپنی قدرت کا اظہار فرماتا ہے اور برگزیدوں کو مصائب و مشکلات سے نجات دلاتا ہے۔ مثلاً حضرت یوسفؑ کو فرعونِ مصر کے خواب کی تعبیر کی خاطر قیدخانہ سے باعزت رہائی بخشی گئی۔ (پیدائش باب ۴۱)

اگر عیسائیوں کا یہ عقیدہ درست تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت مسیح کی صلیبی موت واقع ہو گئی اور اس خواب کا کوئی فائدہ نہ ہوا تو ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فعل سراسر بے کار اور عبث تھا اور یہ بات محال ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ چونکہ الٰہی قدرت حضرت مسیح کو اس عظیم ابتلاء میں ثابت قدم رکھ کر ان کی حفاظت کرنا چاہتی تھی اسلئے عین موقعہ پر پیلاطوس کی بیوی کو یہ خواب دکھایا گیا۔

اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ پیلاطوس نے اس تنبیہ کو بے معنی سمجھا تو لازمی تھا کہ اس کا وبال پیلاطوس اور اس کے سارے خاندان پر پڑتا۔ مگر تاریخی واقعات سے یہ ظاہر ہے کہ اگرچہ پیلاطوس پوری مومنانہ جرأت کے ساتھ یہود کا مقابلہ نہ کر سکا تاہم اس نے اپنی حکمت عملی کے تحت حضرت مسیح کی جان بچانے میں پورا پورا حصہ لیا۔ اسی لئے وہ اور اس کا گھرانا آسمانی وبال سے محفوظ رہا۔

دلیل چہارم

پیلاطوس کا رویّہ

اناجیل سے ثابت ہے کہ یہودی علماء نے حضرت مسیح کو جس حاکم کے سامنے بطور مجرم پیش کیا تھا اس نے تحقیقات کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام کو بَری سمجھا اور انہیں بے گناہ قرار دیا۔ پیلاطوس کے رویّہ کے متعلق اناجیل کے مندرجہ ذیل حوالے قابلِ توجہ ہیں:-

(ا) "پس جب وہ اکٹھے ہوئے تو پیلاطوس نے اُن سے کہا ...... میں اس راستباز کے خون سے بَری ہوں۔ تم جانو۔"
(متی ۲۷/۱۷-۲۴)

(ب) "پیلاطوس نے انہیں یہ جواب دیا۔ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہاری خاطر یہودیوں کے بادشاہ کو چھوڑ دوں؟ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سردار کاہنوں نے اس کو حسد سے میرے حوالہ کیا ہے۔" (مرقس ۱۵/۱۰)

(ج) "تم اس شخص (مسیح) کو لوگوں کا بہکانے والا ٹھہرا کے میرے پاس لائے ہو اور دیکھو میں (پیلاطوس) نے تمہارے سامنے

سامنے ہی اس کی تحقیقات کی مگر جن باتوں
کا الزام تم اس پر لگاتے ہو ان کی نسبت
نہ میں نے اس میں کوئی قصور پایا نہ
ہیرودیس نے۔" (لوقا ۲۳/۱۴)

(ح) "پیلاطوس نے سردار کاہنوں اور عام
لوگوں سے کہا کہ میں اس شخص میں کچھ
قصور نہیں پاتا۔" (لوقا ۲۳/۱۴)

(س) "وہ (پیلاطوس) یہودیوں کے پاس پھر
باہر گیا اور ان سے کہا کہ میں اس کا کچھ
جرم نہیں پاتا مگر تمہارا دستور ہے
کہ میں فسح کو تمہاری خاطر ایک آدمی چھوڑ
دیا کرتا ہوں پس کیا تم کو منظور ہے کہ
میں تمہاری خاطر یہودیوں کے بادشاہ
کو چھوڑ دوں۔ انہوں نے چلا کر پھر کہا کہ
اس کو نہیں لیکن برابّا کو اور برابّا ایک
ڈاکو تھا۔" (یوحنا ۱۸/۳۸-۴۰)

(ش) "پیلاطوس نے پھر باہر جا کے لوگوں
سے کہا کہ دیکھو میں اسے تمہارے پاس
باہر لے آتا ہوں تاکہ تم جانو کہ میں اس
کا کچھ جرم نہیں پاتا۔" (یوحنا ۱۹/۴)

(ف) "اس پر پیلاطوس اس کے چھوڑ دینے
میں کوشش کرنے لگا مگر یہودیوں
نے چلا کر کہا اگر تو اس کو چھوڑے دیتا
ہے تو قیصر کا خیرخواہ نہیں۔ جو کوئی اپنے
آپ کو بادشاہ بناتا ہے وہ قیصر کا مخالف
ہے۔" (یوحنا ۱۹/۱۲)

ان حوالجات سے یہ بات واضح ہے کہ پیلاطوس جو حاکم وقت ہے ہر طرح سے حضرت مسیح کو بے گناہ اور بری سمجھتا ہے اور اسے یقین ہے کہ یہودیوں نے اسے محض حسد اور شرارت کی وجہ سے گرفتار کروایا ہے اور اسے صلیب دلانا چاہتے ہیں۔ پیلاطوس نے اپنی پوری کوشش کی کہ یہودی علماء کو کسی طرح اس بات پر رضامند کرلے کہ وہ مسیح کو رہا کر دے۔ واقعات کی یہ شہادت ایک طرف، اور پیلاطوس کی بیوی کا خواب دوسری طرف اس بات پر صاف طور پر دلالت کرتے ہیں کہ پیلاطوس کی انتہائی خواہش تھی کہ کسی طرح حضرت مسیح کو صلیبی موت سے بچایا جائے۔ آخری حربہ جو یہودیوں نے اختیار کیا وہ قیصر کے پاس شکایت کرنے کی دھمکی تھی۔ نفسیات کا ماہر سمجھ سکتا ہے کہ اس مرحلہ پر پیلاطوس کی طبیعت میں یہودیوں اور ان کی کارستانیوں کے خلاف شدید جذبۂ نفرت ابھرنا چاہیئے اور تاریخی شہادت سے ثابت ہے کہ ایسا ہی ہوا۔ اناجیل میں جو بعد کی گفتگو میں یہودیوں اور پیلاطوس کے درمیان مروی ہیں ان سے بھی یہ جذبۂ نفرت مترشح ہوتا ہے۔

عقلمند مگر طبیعت کے لحاظ سے ذرا کمزور پیلاطوس ایسے موقعہ پر ظاہری طور پر حضرت مسیح کی مدد کرنے سے اگر معذور تھا اور اگر وہ کھلے طور پر یہود کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہ رکھتا تھا تو بھی یقینی طور پر اس نے اندرونی رنگ میں مقدور بھر کوشش کی ہوگی جس سے حضرت مسیح کو صلیبی موت سے بچایا جا سکے۔ گویا اس کی ساری کارروائی اس لئے تھی کہ یہودیوں کی شرارت کا بھی سدباب ہو جائے

اور حضرت مسیح بھی بچ جائیں" سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی بچ جائے" اس کی تفصیل آئندہ ذکر ہوگی۔

دلیل پنجم

صلیب پر لٹکائے جانے کا عرصہ موت کے لئے ہرگز کافی نہیں

رومی حکومت میں صلیب دیئے جانے کا جو طریق تھا وہ موجودہ وقت کی پھانسی سے بالکل مختلف تھا۔ اس زمانہ میں لکڑی کے ٹکڑوں کو جوڑ کر صلیب نما شکل بنائی جاتی تھی اور آدمی کے ہاتھ پاؤں میں کیل گاڑ کر اس کے ساتھ لٹکا دیا جاتا تھا۔ کچھ خون نکلنے سے، کچھ زخموں کے باعث اور پھر بھوک اور پیاس کے نتیجہ میں صلیب پر لٹکایا جانے والا انسان ۲۴ سے لیکر ۷۲ گھنٹوں تک مر جاتا تھا۔ اس صلیب پر لٹکے ہوئے انسان آپس میں باتیں کرتے رہتے تھے۔ مسیح کے ساتھ جو دو ڈاکو دائیں بائیں صلیب پر لٹکائے گئے تھے وہ مسیح پر لعن طعن کر رہے تھے۔ (مرقس ۱۵/۳۲)

اس صلیب پر کافی عرصہ کے بعد موت واقع ہوا کرتی تھی۔ ۲۴ گھنٹے سے کم اس زمانہ میں صلیب پر مرنے والے کی کوئی مثال موجود نہیں۔ بڑے بڑے اطباء اور مسیحی ڈاکٹروں نے یہ بات لکھی ہے کہ اس صلیب پر موت ۲۴ اور ۷۲ گھنٹے کے درمیان ہوا کرتی تھی۔ (شرح عربی اناجیل مطبوعہ مصر مطبعہ لینیلی)

اب دیکھنے والی بات یہ ہے کہ حضرت مسیح جو نہایت اچھی صحت والے، بھرپور جوانی کے عالم میں تھے ان کو اس لکڑی کی صلیب پر کتنے عرصہ تک لٹکایا گیا؟ آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ پیلاطوس کی نیت اور کوشش یہ تھی کہ حضرت مسیح کو صلیبی موت سے بچایا جائے۔ اناجیل کی گواہی اس کی تائید کرتی ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر صرف چند گھنٹے تک لٹکے رہے ہیں اور یہ عرصہ کسی شخص کے صلیب پر مر جانے کے لئے ہرگز کافی نہیں ہے (بے ہوش ہو جانا علیحدہ امر ہے بعض اناجیل میں بے ہوشی کو دم دے دینا کہہ دیا گیا ہے) کوئی نظیر ایسی نہیں ہے کہ کوئی شخص ایسے عرصہ میں صلیب پر واقعی مر گیا ہو۔ حضرت مسیح کے صلیبی عرصہ کے لئے مندرجہ ذیل حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:۔

(ا) "دوپہر سے لیکر تیسرے پہر تک تمام ملک میں اندھیرا چھایا رہا اور تیسرے پہر کے قریب یسوع نے بڑی آواز سے چلا کر کہا۔ ایلی ایلی لما سبقتنی یعنی اے میرے خدا! تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟"
(متی ۲۷/۴۵-۴۶)

(ب) "اور پہر دن چڑھا تھا جب انہوں نے اس کو صلیب پر چڑھایا۔" (مرقس ۱۵/۲۵)

(ج) "جب دوپہر ہوئی تو تمام ملک میں اندھیرا چھا گیا اور تیسرے پہر تک رہا اور تیسرے پہر کو یسوع بڑی آواز سے چلایا کہ الوہی الوہی لما سبقتنی۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے میرے خدا، اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟" (مرقس ۱۵/۳۳-۳۴)

(د) "پھر دوپہر کے قریب سے تیسرے پہر تک تمام ملک میں اندھیرا چھایا رہا اور سورج کی

روشنی جاتی رہی اور مقدس کا پردہ بیچ میں سے پھٹ گیا" (لوقا ۲۳/۴۴-۴۵)

(۳) "یہ فسح کی تیاری کا دن اور چھٹے گھنٹے کے قریب تھا پھر اس نے یہودیوں سے کہا دیکھو یہ ہے تمہارا بادشاہ۔ پس وہ چلاّئے کہ لے جا لے جا اسے صلیب دے۔ پیلاطوس نے ان سے کہا کیا مَیں تمہارے بادشاہ کو صلیب دوں؟ سردار کاہنوں نے جواب دیا کہ قیصر کے سوا ہمارا کوئی بادشاہ نہیں۔ اس پر اس نے اس کو ان کے حوالہ کیا تاکہ صلیب دیا جائے۔" (یوحنا ۱۹/۱۴-۱۶)

مندرجہ بالا حوالجات سے بالبداہت ثابت ہے کہ اگرچہ اناجیل نویسوں کے بیانات میں کافی اختلاف ہے تاہم یوحنا کی روایت ان سب میں واضح ہے۔ رومی سلطنت میں اور آج تک بھی عربی ممالک میں گھنٹوں کا شمار طلوعِ آفتاب سے ہوتا ہے اور سارے دن کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اور دن کے چار پہر مقرر ہیں۔ یوحنا کی روایت کے مطابق ۱۲ بجے دن (یعنی مقامی حساب کے مطابق دن کے چھٹے گھنٹے) کے بعد پیلاطوس نے مسیح کے صلیب دیئے جانے کے بارہ میں آخری مرتبہ گفتگو کی۔ یہ جمعہ کا دن تھا اور اس کے بعد آنے والا سبت یہودیوں کا عظیم سبت تھا جس کی تیاری کے لئے وہ غروبِ آفتاب سے کافی پہلے اپنے گھروں میں پہنچ جاتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ یہودیوں نے پیلاطوس سے درخواست کی کہ مسیح اور اس کے ساتھ والے جن دو چوروں کو صلیب پر لٹکایا گیا ہے انہیں جلد اُتار لیا جائے اور ان کی موت کو یقینی بنانے کے لئے ان کی ٹانگیں توڑ دی جائیں (یوحنا ۱۹/۳۱) پس یہ بات معیّن طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ حضرت مسیح چار پانچ گھنٹے سے زیادہ صلیب پر نہیں رہے۔ اگر متی کی انجیل کی روایت کو بھی تسلیم کر لیا جائے تو دو پہر سے کچھ کم و بیش حضرت مسیح کا صلیب پر لٹکنا ثابت ہوتا ہے اور یہ عرصہ بہرصورت موت کے لئے ناکافی ہے۔ خود یہودیوں کا ٹانگیں توڑنے کا مطالبہ کرنا اس بات کی ایک کھلی دلیل ہے کہ یہ عرصہ موت کے لئے کافی نہ تھا۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ زخموں کے صدمہ کی وجہ سے، اور کچھ اپنی قوم کی قساوتِ قلبی، اور اپنے شاگردوں کی ظالمانہ بے وفائی کو دیکھ کر بیہوش ہو گئے ہوں اور اس بے ہوشی کو اغیار نے موت سمجھ لیا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ بات خود پیلاطوس کی سکیم کا ایک حصہ ہو۔ کیونکہ وہ ایک طرف حضرت مسیح کو بچانا چاہتا تھا اور دوسری طرف یہود کا مُنہ بھی بند کرنا چاہتا تھا۔ بہرحال ہماری دلیل یہ ہے کہ اُس زمانہ کی صلیب پر ایک پہر یا کم و بیش عرصہ تک موت کا واقع ہونا قطعاً غیر یقینی ہے خصوصاً ان حالات میں جو پیلاطوس کی سکیم کے ماتحت منصۂ شہود پر آ رہے تھے۔ یہودی تو دشمن تھے وہ تو بے ہوشی کو موت کہہ کر خوشیاں منانا چاہیئے تھے مگر عیسائیوں نے انتہائی کمزوری دکھائی کہ یہود کے شور و غوغا کے آگے ہتھیار ڈال دیئے۔ اور ایک سراسر غلط عقیدہ کو اختیار کر کے خدا کے راستباز نبی کو ملعون قرار دیدیا۔

دلیل ششم

خون اور پانی کا بہہ نکلنا

چاروں انجیل نویسوں میں سے سوائے یوحنا کے کوئی اس بات کا ذکر نہیں کرتا کہ یہود نے پیلاطوس سے درخواست کی تھی کہ صلیب پر لٹکائے جانے والوں کی ہڈیاں توڑ دی جائیں اور لاشیں اتار لی جائیں۔ یوحنا کی روایت عام طور پر زیادہ وزنی نہ ہونے کے باوجود عیسائیوں پر بہرحال حجت ہے۔ یوحنا اس واقعہ کا ذکر کرتا ہے ساتھ ہی وہ کہتا ہے کہ سپاہیوں نے مسیح کے ساتھ والے دونوں شخصوں کی ٹانگیں توڑ دیں اور اس طرح انہیں موت کے منہ میں دھکیل دیا لیکن انہوں نے یسوع کی ٹانگیں نہ توڑیں کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ وہ مر چکا ہے۔ آگے لکھا ہے:-

"مگر ان میں سے ایک سپاہی نے بھالے
سے اس کی پسلی چھیدی اور فی الفور اس سے
خون اور پانی بہہ نکلا۔" (یوحنا ۱۹/۳۴)

یہ واقعہ صاف طور پر بتلاتا ہے کہ حضرت مسیح اس وقت صرف بے ہوش تھے حقیقتاً مر نہیں گئے تھے۔ انہیں بے ہوش دیکھ کر مُردہ سمجھ لیا گیا یا پیلاطوس کی سکیم کے مطابق ان کی بے ہوشی پر ان کی موت کا اعلان کر کے یہودی علماء کے منہ بند کر دیئے گئے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ ایک عام سپاہی نے جو غالباً پیلاطوس کی سکیم سے آگاہ نہ تھا اتفاقی طور پر حضرت مسیح کی پسلی کو چھیدا تو اس میں سے خون اور پانی بہہ نکلا۔ خون اور پانی کا بہہ نکلنا حضرت مسیح کے مُردہ ہونے کا نہیں بلکہ زندہ ہونے کا ثبوت ہے۔ مُردہ جسم سے موت کے بعد خون نہیں بہا کرتا۔ یہ زندگی کی ایک واضح علامت ہے۔ البتہ بے ہوش انسان کو مردہ سمجھ لینا ایک عام مغالطہ ہے جو اکثر انسانوں کو لگ جاتا ہے۔ پس پانی اور خون بہہ نکلنے کی یہ روایت حضرت مسیح کے صلیب سے زندہ اترنے پر ایک واضح دلیل ہے۔ اے کاش پادری صاحبان ٹھنڈے دل سے ان باتوں پر غور کریں۔

دلیل ہفتم

صلیب کے وقت کے واقعات عدم موت پر واضح دلیل ہیں

اس سلسلہ میں چاروں اناجیل میں مندرجہ ذیل واقعات درج کئے گئے ہیں:-

(الف) "دوپہر سے لے کر تیسرے پہر تک تمام
ملک میں اندھیرا چھایا رہا۔" (متی ۲۷/۴۵،
لوقا ۲۳/۴۴، مرقس ۱۵/۳۳)

نوٹ:- یہ بات خاص طور پر قابلِ توجہ ہے کہ یوحنا انجیل نویس اتنے بڑے اہم واقعہ کا ذکر تک نہیں کرتا۔

(ب) "مقدس کا پردہ اوپر سے نیچے تک پھٹ کر
دو ٹکڑے ہو گیا اور چٹانیں تڑک گئیں اور
قبریں کھل گئیں اور بہت سے جسم ان مقدسوں
کے جو سو گئے تھے جی اٹھے۔"
(متی ۲۷/۵۱-۵۲)

(ب) "اور مقدس کا پردہ اوپر سے نیچے تک پھٹ کر
دو ٹکڑے ہو گیا۔" (مرقس ۱۵/۳۸)

(پ) "سورج کی روشنی جاتی رہی اور مقدس کا پردہ بیچ میں سے پھٹ گیا" (لوقا ۲۳/۴۵)

نوٹ:- ان تین انجیل نویسوں میں مندرجہ بالا بیان کے بارہ میں جو اختلاف ہے وہ آپ کے سامنے ہے اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ یوحنا انجیل نویس نے نہ بھونچال کا ذکر کیا ہے نہ قبروں کے کھل جانے کا تذکرہ کیا ہے اور نہ ہی مقدس کے پردہ کے پھٹ جانے کو بیان کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اناجیل واقعہ صلیب کے بیان کرنے میں کہاں تک قابل اعتبار اور مستند سمجھی جا سکتی ہیں۔ لیکن یہ ایک علیحدہ باب ہے۔ ہم فی الحال صرف یہ بتا رہے ہیں کہ حضرت مسیح کی صلیب کے وقت از روئے اناجیل کیا حالات تھے۔

قارئین کرام تصور فرمائیں کہ مسیح کے یہودیوں کے ہاتھوں گرفتار ہونے کے ساتھ ہی سب شاگرد ان سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ لکھا ہے:-

"اس پر سارے شاگرد اُسے چھوڑ کر
بھاگ گئے" (مرقس ۱۴/۵۰)

پطرس نے مسیح کو شناخت کرنے سے انکار کیا۔ لکھا ہے:-

"وہ لعنت کرنے اور قسم کھانے لگا کہ میں
اس آدمی کو جس کا تم ذکر کرتے ہو نہیں جانتا"
(مرقس ۱۴/۷۱)

ان حالات میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا حضرت مسیح کی صلیبی موت کا کوئی راستباز مومن گواہ موجود ہے؟ کیونکہ تورات کا قانون یہ ہے:-

(۱) "وہ جو واجب القتل ہے دو یا تین آدمیوں
کی گواہی سے قتل کیا جائے لیکن ایک
ہی آدمی کی گواہی سے وہ قتل نہ کیا جائے"
(استثناء ۱۷/۶)

(۲) "جو کوئی کسی کو مار ڈالے تو قاتل کی گواہی
کے موافق قتل کیا جائے پر ایک گواہ
کی گواہی سے کوئی مارا نہ جائے" (گنتی ۳۵/۳۰)

گویا قتل کا ثبوت گواہوں کے بغیر نہیں ہو سکتا اور کسی شخص کے قاتل قرار پانے کے لئے دو گواہ ہونے ضروری ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا حضرت مسیح ناصری کے صلیب پر مارے جانے کے کوئی دو ثقہ گواہ موجود ہیں؟

جہاں تک ہم نے اناجیل کی تحقیق کی ہے ہم پورے یقین اور بصیرت کے ساتھ کہتے ہیں کہ کوئی دو مومن مرد اس امر کے گواہ موجود نہیں ہیں جنہوں نے حضرت مسیح کو صلیب پر مرتے ہوئے دیکھا ہو۔ اوّل تو حواری جن کی گواہی اس بارے میں قابل قبول ہونی چاہیئے تھی بھاگ چکے تھے اور انجیل نویسوں میں سے بھی کوئی موقعہ پر موجود نہ تھا۔ پس حواریوں میں سے کوئی ایک بھی چشم دید گواہ نہیں ہے۔ دوسرے جو حالات انجیل نویس بتلاتے ہیں یعنی سارے ملک میں اندھیرا چھایا رہا ہو، زلزلہ آ رہا ہو، چٹانیں تڑک رہی ہوں، قبریں کھل رہی ہوں، کیا ان حالات میں کوئی شخص موقعہ پر گواہ رہ سکتا تھا؟ اب یا تو یہ مان لیا جائے کہ انجیلوں کے یہ بیانات محض افسانہ ہیں اور یا یہ تسلیم کر لیا جائے کہ مسیح کی صلیبی موت کے لئے کوئی شخص چشم دید گواہ نہیں ہو سکتا۔ اگر اندھیرے میں دور فاصلے پر کوئی دو

عورتیں موجود بھی ہوں تو وہ صلیبی موت کی چشم دید گواہ نہیں بن سکتیں۔ پس حضرت مسیحؑ کی صلیبی موت کا کوئی شخص چشم دید گواہ نہیں ہے۔ یہودی دشمن اور جھوٹے تھے ان کی گواہی اِس بارے میں ہرگز قابلِ قبول نہیں ہے۔ پیلاطوس مسیحؑ کے بچانے کی خاطر اور اپنے آپ کو شکایت سے محفوظ کرنے کے لئے سرکاری کاغذات میں اُن کی موت کا ریکارڈ کرنے پر مجبور تھا لہذا جب مسیحؑ کی صلیبی موت کا ایک چشم دید گواہ بھی موجود نہیں اور حالات سراسر اِس بات کے خلاف ہیں تو انہیں صلیب پر مُردہ قرار دے کر ملعون ٹھہرانا مذہبی طور پر بہت بڑی جسارت اور حضرت مسیحؑ جیسے مظلوم اور معصوم انسان پر بہت بڑا ظلم ہے۔

دلیل ہشتم

مسیحؑ کو صلیب سے بچانے کے لئے پیلاطوس کی سکیم

اناجیل سے مندرجہ ذیل امور واضح طور پر ثابت ہیں:۔

اوّل - یوسف نامی ایک باعزت رئیس خفیہ طور پر حضرت مسیحؑ کا شاگرد تھا اور وہ یہودیوں کی سب سے بڑی مجلس اَلْسَنْھَڈْ رِیْم کا رکن تھا، وہ دل سے حضرت مسیحؑ کا حقیقی خیر خواہ تھا۔ لکھا ہے:۔

۱۔ "آرمیتہ کا رہنے والا یوسف آیا جو عزت دار مشیر اور خود بھی خدا کی بادشاہت کا منتظر تھا۔"
(مرقس ۱۵/۴۳)

۲۔ "یوسف نام آرمیتہ کا ایک دولت مند شخص آیا جو خود بھی یسوع کا شاگرد تھا۔" (متی ۲۷/۵۷)

۳۔ "یوسف نام ایک شخص مشیر تھا جو نیک اور راستباز آدمی تھا اور ان (یہودیوں) کی صلاح اور کام سے رضامند نہ تھا۔ یہ یہودیوں کے شہر آرمیتہ کا باشندہ اور خدا کی بادشاہت کا منتظر تھا۔" (لوقا ۲۳/۵۰-۵۱)

۴۔ "آرمیتہ کے رہنے والے یوسف نے جو یسوع کا شاگرد تھا لیکن یہودیوں کے ڈر سے خفیہ طور پر۔" (یوحنا ۱۹/۳۸)

دوم - اسی یوسف نامی شخص نے حضرت مسیحؑ کے صلیب دیئے جانے کے وقت قریب ہی باغ میں ایک چٹان میں ایک نئی اور بڑی قبر کھدوائی تھی۔ (ملاحظہ ہو متی ۲۷/۶۰، مرقس ۱۵/۴۶، لوقا ۲۳/۵۳، یوحنا ۱۹/۴۱)

سوم - یوسف آرمیتہ کے ساتھ ایک اور شخص نکودیمس نامی یہودی عالم اور رئیس شریکِ کار تھا۔ نکودیمس کے متعلق لکھا ہے:۔

"نکودیمس بھی آیا جو پہلے یسوع کے پاس رات کو گیا تھا۔ اور پچاس سیر کے قریب مُر اور عُود ملا ہوا لایا۔" (یوحنا ۱۹/۳۹)

گویا صلیب کے واقعہ سے پہلی رات حضرت مسیحؑ سے ملاقات کر کے ساری سکیم تیار کر لی گئی تھی۔ اور اس وقت نئی وسیع قبر کھدوائی گئی اور سارے انتظامات ہوئے۔

چہارم - اناجیل سے ثابت ہے کہ یوسف آرمیتہ نے جو بظاہر یہودی مجلس معتمدین کا رکن تھا آکر جرأت سے پیلاطوس سے "یسوع کی لاش" مانگی اور یہ بھی ثابت ہے

کہ پیلاطوس نے یوسف کے بارہ میں بغیر کسی تحقیق اور گفتگو کے یوسف کو "حضرت مسیح کی لاش" لینے کی فی الفور اجازت دیدی (ملاحظہ ہو متی ۲۷/۵۸، مرقس ۱۵/۴۳، لوقا ۲۳/۵۲، یوحنا ۱۹/۳۸)

اِن حقائق کی روشنی میں یہ کہنا بالکل درست ہے کہ یہ سارے امور پیلاطوس کی زیرکی اور فراست کے تحت جمع ہوئے تھے۔ وہ ایک طرف یہ بھی چاہتا تھا کہ یہودی اس پر کسی قسم کی گرفت نہ کر سکیں اور قیصر کے پاس اس کی شکایت نہ ہو اور دوسری طرف اُس کی نیت یہ تھی کہ حضرت مسیحؑ کسی طرح صلیبی موت سے بچ جائیں کیونکہ وہ درحقیقت دل سے اُن کا خیر خواہ تھا۔ اِس مقصد کے لئے اسے وہاں پر جو مفید ترین انسان مل سکتے تھے وہ یوسف اور نکودیمس ہی تھے۔ چنانچہ اِس سلسلہ میں جتنی احتیاط ممکن تھی اور جتنے ذرائع حفاظت کے مسیحؑ کو بچانے کے اختیار کئے جا سکتے تھے وہ سب پیلاطوس نے اختیار کر لئے۔ ایسا دن صلیب کے لئے اختیار کیا گیا کہ حضرت مسیحؑ کو زیادہ دیر تک صلیب پر نہ رہنا پڑے کیونکہ اگلا دن ایک خاص سبت تھا۔ بے ہوش جسم کو جسے بظاہر "لاش" قرار دیا گیا ہے دوبارہ ہوش میں لانے کے لئے ان حالات میں جتنے وسائل اختیار کئے جا سکتے تھے وہ سب پیلاطوس اور اس کے شرکائے کار نے اختیار کر لئے تھے جن میں سے بعض کا متفرق طور پر اناجیل میں تذکرہ ملتا ہے جیسا کہ ہم اوپر درج کر آئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ پیلاطوس اِس رازدارانہ کام کے لئے مسیحؑ کے کسی ظاہری شاگرد پر اعتماد نہ کر سکتا تھا اور نہ ہی خود سامنے آ کر یہ کام سرانجام دے سکتا تھا۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سرکاری ریکارڈ کی خانہ پُری کیلئے اس نے صوبیدار سے سرسری سی تحقیق بھی کی تھی کیونکہ اس نے یوسف کے جراُت سے "لاش" طلب کرنے پر اہلکاروں کے سامنے تعجب کیا کہ "وہ ایسا جلد مر گیا" (مرقس ۱۵/۴۴) اور پھر صوبیدار کے بیان کے مطابق "لاش" یا بے ہوش جسم فوراً یوسف کے حوالہ کر دیا گیا۔ اِس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ اِس قلیل عرصہ میں جو حضرت مسیحؑ صلیب پر رہے موت کا وقوع یا موت کا دعویٰ سب کے لئے قابلِ "تعجب" تھا۔ بہرحال جن حالات میں پیلاطوس نے یہ ساری کارروائی کی ہے وہ جہاں یہ اس کارروائی کو کافی حد تک قابلِ تعریف قرار دیتے ہیں وہاں اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیحؑ کے بچانے اور اُس کے بے ہوشی کے بعد ہوش میں لانے کے لئے کس قدر غیر معمولی سامان مہیا فرمائے تھے۔

پادری صاحبان کے لئے ان تمام واقعات میں بہت سے سبق ہیں۔ ان کے لئے یہ بات بھی سوچنے کے قابل ہے کہ اگر یہ سکیم سوچی سمجھی ہوئی سکیم نہ تھی تو یوسف ایسے اجنبی اور غیر متعلق شخص کو جراُت کے ساتھ پیلاطوس سے لاش مانگنے کی کیا ضرورت تھی اور پیلاطوس اُسے کس طرح لاش دینے پر رضامند ہو سکتا تھا۔ دوسرے صلیب کی جگہ کے قریب ہی ایک چٹان میں نئی اور وسیع قبر کھودنے کا کیا موقعہ تھا، اگر پہلے سے مشورہ کے ساتھ اسے طے نہ کر لیا گیا تھا؟ قرائن سے صاف ظاہر ہے کہ ایسی قبر کا کھودا جانا خود حضرت مسیحؑ کے مشورہ سے ہوا ہوگا تا کہ اُن کی وہ پیشگوئی پوری ہو جائے کہ جس طرح حضرت یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں رہے تھے ویسے ہی

ابن آدم زمین کے اندر رہے گا۔ نکودیمس کی پہلی رات کی ملاقات ان تمام امور پر روشنی ڈال رہی ہے۔

دلیل نہم

مسیح کا "غلبہ" صلیبی موت کے منافی ہے

ہم بائیبل کے حوالجات سے ثابت کر آئے ہیں کہ صلیبی موت مدعیٔ نبوت کے لئے لعنتی موت قرار دی گئی ہے اور یہود حضرت مسیح کے مصلوب و مقتول کرانے کے درپے اسی لئے تھے تا انہیں کاذب اور جھوٹا ثابت کر سکیں۔ حضرت مسیح کو جب صلیب پر لٹکایا گیا تو اناجیل کے بیان کے مطابق یہ واقعہ پیش آیا کہ:-

(ا) "راہ چلنے والے سر ہلا ہلا کر اس کو لعن طعن کرتے اور کہتے تھے اے مقدس کے ڈھانے والے اور تین دن کے اندر بنانے والے اپنے تئیں بچا۔ اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو صلیب پر سے اتر آ۔ اسی طرح سردار کاہن بھی فقیہوں اور بزرگوں کے ساتھ مل کے ٹھٹھے سے کہتے تھے اس نے اوروں کو بچایا اپنے تئیں نہیں بچا سکتا۔ یہ تو اسرائیل کا بادشاہ ہے۔ اب صلیب پر سے اتر آئے تو ہم اس پر ایمان لائیں۔ اس نے خدا پر بھروسہ رکھا ہے اگر وہ اسے چاہتا ہے تو اب اس کو چھڑا لے کیونکہ اس نے کہا تھا میں خدا کا بیٹا ہوں۔ اسی طرح ڈاکو بھی جو اس کے ساتھ صلیب پر چڑھائے گئے تھے اس پر لعن طعن کرتے تھے" (متی ۲۷/۳۹-۴۴)

(ب) "اسرائیل کا بادشاہ مسیح اب صلیب پر سے اتر آئے تاکہ ہم دیکھ کر ایمان لائیں اور جو اس کے ساتھ صلیب پر چڑھائے گئے تھے وہ اس پر لعن طعن کرتے تھے" (مرقس ۱۵/۳۲)

(ج) "لوگ کھڑے دیکھ رہے تھے اور سردار بھی ٹھٹھے مار مار کر کہتے تھے کہ اس نے اوروں کو بچایا۔ اگر یہ خدا کا مسیح اور اس کا برگزیدہ ہے تو اپنے آپکو بچائے" (لوقا ۲۳/۳۵)

ان حوالجات سے یہ بات بالبداہت ثابت ہے کہ محض صلیب پر چڑھائے جانے کو حضرت مسیح کی راستبازی کے خلاف قرار نہیں دیا جاتا تھا بلکہ ان کی **صلیبی موت** کو جھوٹا اور ملعون ہونے کی دلیل گردانا جاتا تھا۔ اسی لئے عوام اور یہودی علماء اس وقت یہ چیلنج کر رہے تھے کہ اگر تو راستباز اور خدا کا مقرب ہے تو اپنے تئیں صلیب کی موت سے بچا لے اور اگر اب تو زندہ بچ جائے تو ہم تیری صداقت پر ایمان لانے کے لئے تیار ہیں۔

یہودیوں کے اس چیلنج کے مقابل پر حضرت مسیح علیہ السلام کا بھی ایک **اعلان** موجود ہے۔ آپ نے اپنے حواریوں سے کہا تھا:-

"دیکھو وہ گھڑی آتی ہے بلکہ آ پہنچی ہے
کہ تم سب پراگندہ ہو کر اپنے اپنے گھر کی راہ
لو گے اور مجھے اکیلا چھوڑ دو گے تو بھی میں
اکیلا نہیں ہوں کیونکہ باپ میرے ساتھ ہے
میں نے تم سے یہ باتیں اسلئے کہیں کہ تم مجھ میں
اطمینان پاؤ۔ دنیا میں مصیبت اٹھاتے ہو
لیکن خاطر جمع رکھو میں دنیا پر غالب آیا
ہوں۔" (یوحنا $\frac{16}{32-33}$)

اب اس مقابلہ کا انجام کیا ہونے والا تھا اور وہ کونسی صورت تھی جس سے حضرت مسیحؑ کا غالب ہونا ثابت ہوتا اور اسی طرح یہود کا ناکام و نامراد ہونا ظاہر ہو جاتا؟ حضرت مسیح اس انجام کی شکل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:—

"جس طرح یونس نینوہ کے لوگوں کے لئے
نشان ٹھہرا اسی طرح ابن آدم بھی اس زمانے
کے لوگوں کے لئے ٹھہرے گا" (لوقا $\frac{11}{30}$)

بالفاظ دیگر حضرت مسیحؑ یہود کو کہہ رہے ہیں کہ میرا قادر خدا اپنے وعدہ کے موافق مجھے صلیبی موت سے بچا لیگا جس طرح اس نے اپنے بندے یونس نبی کو موت کے منہ میں جانے کے باوجود زندہ بچا لیا تھا۔

اب اگر عیسائیوں کا خیال درست تسلیم کر لیا جائے تو مسیحؑ کے غالب آنے کی بجائے ان کا مغلوب ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہودی اپنے چیلنج میں سچے ٹھہرتے ہیں۔ اور وہ جو یونسؑ والی صورت اس موقعہ کے لئے ذکر کی گئی تھی پیدا نہیں ہوتی۔ اسلئے یہ کہنا بالکل درست ہے کہ حضرت مسیحؑ کی صلیبی موت کا نظریہ جھوٹا اور غلط ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے صلیب سے زندہ اترے اور زندہ ہی قبر میں رکھے گئے اور زندہ ہی قبر سے نکلے۔ اس طرح وہ اس زمانہ کے لوگوں کے لئے یونسؑ کی مانند نشان ٹھہرے اور پھر عرصہ دراز تک اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کو جمع کرتے ہوئے انبیاء کی سنت کے مطابق اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچ گئے۔

دلیل دہم

حضرت مسیحؑ کی دعا قبول ہوئی اور وہ موت سے بچائے گئے

تورات اور اناجیل سے یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء کی دعاؤں کو سنتا اور انہیں مصائب و مشکلات سے نجات دیتا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کا قبول ہونا راستبازی کی ایک بڑی علامت ہے۔ لکھا ہے:—

(الف) "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر ایمان
رکھو اور شک نہ کرو تو نہ صرف وہ
کرو گے جو انجیر کے درخت کے ساتھ
ہوا بلکہ اگر پہاڑ سے بھی کہو گے کہ تو
اکھڑ جا اور سمندر میں جا پڑ تو یہ ہو جائیگا
اور جو کچھ دعا میں ایمان کے ساتھ مانگو گے
وہ سب تمہیں ملے گا" (متی $\frac{21}{21-22}$)

(ب) "اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کچھ تم
دعا میں مانگتے ہو یقین کرو کہ تم کو

ٹل گیا اور تمہارے لئے ہو جائے گا۔"
(مرقس ۱۱/۲۳)

(ج) "اگر تم میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوتا اور تم اس توت کے درخت سے کہتے کہ جڑ سے اکھڑ کر سمندر میں لگ جا تو تمہاری مانتا۔" (لوقا ۱۷/۶)

ان بیانات سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح نے اپنے حواریوں کو یہ تلقین فرمائی تھی کہ وہ ایمان کے ساتھ دعا کیا کریں اور انہیں یقین دلایا تھا کہ جو دعا ایمان کے ساتھ کی جائے گی وہ ضرور مقبول ہوگی۔

دعاؤں کی قبولیت کے سلسلہ میں سابق انبیاء کے بہت سے واقعات کے ضمن میں ایک واقعہ اناجیل میں اس طرح لکھا ہے:-

"راستباز کی دعا کے اثر سے بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ ایلیاہ ہمارا ہم طبیعت انسان تھا۔ اس نے بڑے جوش سے دعا کی کہ مینہ نہ برسے چنانچہ ساڑھے تین برس تک زمین پر مینہ نہ برسا۔ پھر اس نے دعا کی تو آسمان سے پانی برسا اور زمین میں پیداوار ہوئی۔" (یعقوب ۵/۱۶-۱۸)

حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی دعاؤں کی قبولیت کو اپنی راستبازی کی دلیل ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ جب ان کی دعا سنی گئی تو اس پر لکھا ہے کہ:-

"یسوع نے آنکھیں اٹھا کر کہا اے باپ! میں تیرا شکر کرتا ہوں کہ تو نے میری سن لی اور مجھے تو معلوم تھا کہ تو ہمیشہ میری سنتا ہے مگر ان لوگوں کے باعث جو آس پاس کھڑے ہیں میں نے یہ کہا تا کہ وہ ایمان لائیں کہ تو نے ہی مجھے بھیجا ہے۔" (یوحنا ۱۱/۴۱-۴۲)

گویا حضرت مسیح کی دعائیں ہمیشہ سنی جاتی تھیں اور ان دعاؤں کا سنا جانا حضرت مسیح کی راستبازی کی دلیل تھا اور یہ قبولیت کا بڑا نشان تھا جس سے لوگوں کو ایمان لانے کی توفیق ملتی تھی۔

آئیے اب واقعہ صلیب کے بارہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی دعاؤں کا ذکر اناجیل سے پڑھیں۔ لکھا ہے:-

(الف) "اس وقت اس نے ان سے کہا میری جان نہایت غمگین ہے۔ یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ تم یہاں ٹھہرو اور میرے ساتھ جاگتے رہو۔ پھر تھوڑا آگے بڑھا اور منہ کے بل گر کر یہ دعا مانگی۔ اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔ تاہم جیسا میں چاہتا ہوں ویسا نہیں بلکہ جیسا تو چاہتا ہے ویسا ہی ہو۔"
(متی ۲۶/۳۸-۳۹)

(ب) "اور اُن سے کہا میری جان نہایت غمگین ہے یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ اور زمین پر گر کر دعا مانگنے لگا کہ اگر ہو سکے تو یہ گھڑی مجھ پر سے ٹل جائے۔"
(مرقس ۱۴/۳۴-۳۶)

(ج) "گھٹنے ٹیک کر یوں دعا مانگنے لگا کہ اے باپ اگر تو چاہے تو یہ پیالہ مجھ سے ہٹا لے

تاہم میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی پوری ہو۔
اور آسمان سے ایک فرشتہ اسکو دکھائی
دیا وہ اس کو تقویت دیتا تھا۔ پھر وہ سخت
پریشانی میں مبتلا ہوکر اور دلسوزی سے
دعا مانگنے لگا۔ اور اس کا پسینہ گویا خون کی
بڑی بڑی بوندیں ہوکر زمین پر ٹپکتا تھا جب
دعا سے اٹھ کر شاگردوں کے پاس آیا تو
انہیں غم کے مارے سوتے پایا۔"
(لوقا ۲۲/۴۱-۴۵)

(ح) اب میری جان گھبراتی ہے۔ پس میں کیا
کہوں۔ اے باپ مجھے اس گھڑی
سے بچا لیکن میں اسی سبب سے تو اس
گھڑی کو پہنچا ہوں۔" (یوحنا ۱۲/۲۷)

اِن تمام حوالہ جات سے یہ بات بالاتفاق ثابت ہے کہ حضرت مسیحؑ صلیب پر مرنے کے تصور سے انتہائی غمگین اور بے قرار و بے چین تھے۔ انہوں نے صلیبی موت سے بچنے کے لئے دردمندانہ دعائیں کیں، ایسے رنگ میں دعائیں کیں جن سے بڑھ کر عاجزی اور گھبراہٹ کا تصور ممکن نہیں۔ ظاہر ہے کہ حضرت مسیحؑ اللہ تعالیٰ کے عاشق تھے، وہ ایک راستباز اور معصوم نبی تھے۔ نہایت جری اور بہادر انسان تھے۔ یہ وہم بھی نہیں کیا جاسکتا کہ وہ موت سے ڈرتے تھے اور موت کے تصور سے اُن کا خون پسینہ کی بوندوں کی طرح بہہ رہا تھا خدا کے عاشقوں کا رویّہ تو سب سے بڑے عاشق ربانی صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ ذیل قول سے ظاہر ہے۔ فرمایا:۔

اِنِّیْ لَوَدِدْتُ اَنْ اُقْتَلَ فِیْ سَبِیْلِ
اللّٰہِ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیٰی
ثُمَّ اُقْتَلُ (صحیح البخاری)

کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنے رب کے راستہ
میں اپنی جان کو فدا کردوں اور اس راہ میں
شہید کیا جاؤں پھر زندہ ہوں پھر شہید کیا
جاؤں پھر زندہ ہوں اور پھر شہید کیا جاؤں۔"

ایک دوسرے عاشقِ ربانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:۔

در کوئے تو اگر سرِ عشاق را زنند
اوّل کسے کہ لافِ تعشق زند منم

کہ اللہ تعالیٰ کے کوچہ میں آنے سے
سر قلم کئے جاتے ہیں تو میں پہلا شخص ہونگا
جو دعویٰ عشق کے ساتھ اس میدان میں آئیگا۔"

ہم ہرگز مان نہیں سکتے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی ساری آہ و زاری محض موت کے پیالے کو ٹالنے اور چند روزہ زندگی کی خاطر تھی۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ صلیبی موت مدعیٔ رسالت کیلئے ازروئے تورات لعنتی موت تھی۔ اس موت کے واقع ہوجانے سے حضرت مسیح علیہ السلام کا سارا مشن ناکام قرار پاتا تھا اور باطل پرست لوگ اللہ تعالےٰ پر اعتراض کرسکتے تھے۔ یہ تھا تک تصور حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے سوہان روح ثابت ہورہا تھا ورنہ محض موت تو ایک سچے عاشق کے لئے ایسی

چیز نہیں جو ڈراؤنی اور بھیانک ہو حضرت مسیح علیہ السلام کے عشق کا مقام آپ کی دعا کے آخری الفاظ سے بھی ظاہر ہے کہ اے خدا مرضی تو بہر حال تیری ہی پوری ہوگی اور تو غنی ذات ہے لیکن میں نہایت دردمندی کے ساتھ تیرے حضور ملتجی ہوں کہ تو اس پیالہ یعنی صلیبی موت کو مجھ سے ٹال دے۔ مجھے موت سے کوئی ڈر نہیں مگر تیری ذات پر کسی اعتراض اور تیرے بھیجے ہوئے مشن کی کسی ناکامی کو میں برداشت نہیں کر سکتا۔ دیکھئے یہ کتنی پاکیزہ روح ہے جس کا اظہار حضرت مسیح علیہ السلام کی پاکیزہ دعا میں کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ یوں بھی ہمیشہ اپنے راستباز بندوں کی دعاؤں کو سنتا ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام تو ایک نبی تھے ان کی دعاؤں کو تو "ہمیشہ" سنا کرتا تھا۔ جیسا کہ خود حضرت مسیح علیہ السلام نے اعلان فرمایا ہے۔ پھر انبیاء کی وہ دعائیں جو کلمۂ حق کے بلند کرنے اور دشمنوں کے مقابلہ پر ہوں وہ ضرور قبول کی جاتی ہیں اسلئے

اب فیصلہ ہمارے اور نصاریٰ کے درمیان اس بات پر آکر ٹھہرا ہے کہ آیا حضرت مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت سے بچنے کی دعا بارگاہِ الٰہی میں قبول ہوئی یا نہیں؟ اگر یہ دعا قبول نہیں ہوئی اور وہ صلیب پر مر گئے تو حضرت مسیح کا راستباز ثابت ہونا محال ہے، پھر تو یہود کو سچا ٹھہرانا پڑے گا اور ان کے دعویٰ کو قبول کرنا پڑے گا اور اگر یہ دعا قبول ہوئی ہے جیسا کہ ہمارا ایمان اور یقین ہے کہ یہ دعا ضرور قبول ہوئی ہے تو پھر عیسائیوں کا یہ خیال کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر مر کر ملعون قرار پائے اور عیسائیوں کے گناہوں کا کفارہ ہو گئے سراسر ایک جھوٹی کہانی ہے جس کی کوئی تحقیقی بنیاد نہیں ہے۔

ہم اپنی اس دلیل کو مکمل کرنے کے لئے عبرانیوں کے نام کے خط کے مندرجہ ذیل الفاظ ہر دردمند عیسائی کے سامنے رکھتے ہیں۔ لکھا ہے:-

"اس (مسیح) نے اپنی بشریت کے دنوں میں زور زور سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اسی سے دعائیں اور التجائیں کیں جو اس کو موت سے بچا سکتا تھا اور خدا ترسی کے سبب اس کی سنی گئی۔" (عبرانیوں ۵/۷)

یہ عبارت اتنی واضح دلیل ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ عیسائیوں کے دل کیسے سخت ہیں کہ وہ اب بھی اس کھلی ہوئی حقیقت کو نہیں سمجھتے کہ حضرت مسیحؑ نے صلیبی موت سے بچنے کے لئے خدائے قادرِ مطلق سے دعائیں کیں اور اللہ تعالیٰ نے اُن کی دعاؤں کو سنا اور انہیں صلیبی موت سے بچا لیا۔ پس ہمارا یہ دعویٰ کہ حضرت مسیحؑ نے خدا کی راہ میں بے شک بہت دکھ اٹھائے، بہت تکالیف برداشت کیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق اور حضرت مسیحؑ کی آہ و زاری والی دعاؤں کو سنتے ہوئے انہیں صلیب کی لعنتی موت سے محفوظ رکھا اور وہ ایک لمبی عمر پا کر اپنے مشن یعنی بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کو جمع کرنے میں کامیاب و کامران ہو کر طبعی موت سے فوت ہوئے۔ پوری وضاحت کے ساتھ ثابت ہے یہی بات اناجیل سے ثابت ہے۔ اسی امر کو قرآن مجید نے بڑے زور اور تحدی سے بیان فرمایا ہے۔ تاریخی شواہد اور آثار قدیمہ بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ حضرت مسیحؑ کی حقیقی عزت اور ان کا صحیح درجہ اور مرتبہ بھی اسی صورت میں ثابت ہوتا ہے جو قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے اور جسے ہم سچے مسلمان مانتے ہیں۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین ٭

ابطالِ تثلیث

(جناب حکیم محمد صدیق صاحب فاضل طبِ جدید ربوہ)

کوئی خوبی نہیں انسان کی انساں ہونا
گر نہ آتا ہو اسے بندۂ رحماں ہونا

"زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اس دنیا میں"
جن کو آتا نہ ہو فطرت کا نگہباں ہونا

کم نہیں قتل سے انساں کا یہ فطرت سے سلوک
بدلے توحید کے تثلیث پہ ایماں ہونا

حیف! اس آنکھ پہ جس کو کہ نظر آتا ہے
عاجز انساں کا بھی ثانیٔ یزداں ہونا

وائے وہ چشمِ غلط ایں کہ جسے آئے نظر
خالقِ ارض و سماوات کا انساں ہونا

دیرِ یورپ کے مکینو! یہ تماشا کیا ہے؟
عقل رکھتے ہوئے سب قوم کا ناداں ہونا؟

کیا برابر کبھی خالق کے ہوئی ہے مخلوق؟
کس طرح مان لیا دونوں کا یکساں ہونا؟

قابلِ داد ہے یورپ یہ ترا علم حساب
ایک اور تین کے اعداد کا یکساں ہونا

جرم و عصیاں سے بچائے گا یہ کفّارہ کیا!
ہے یہ کفّارے کا پھل کثرتِ عصیاں ہونا

شورِ تثلیث پہ حسرت سے یہ کہتی ہے زمیں
"ایسی بستی سے تو بہتر ہے بیاباں ہونا"

یا الٰہی! نہ رہے کوئی بھی مشرک باقی
ساری دُنیا کا دکھا دے تو مسلماں ہونا

اے سرزمینِ ربوہ

(ایک غیر از جماعت دوست جناب رفیق راز کوئٹہ کے قلم سے)

سلام اے رفیقانِ عالی مقام
محبّانِ صدق و صفا السّلام
ترے رُوح پرور نظاروں کی خیر!
تری مسکراتی بہاروں کی خیر!
خلوصِ اخوّت کی ارضِ حسیں
سلام ارضِ ربوہ کی ہنستی جبیں
ابد تک سلامت ترا فیضِ عام
تری نور افشانیوں پر سلام
ہوئی تجھ سے روشن یہ بزمِ جہاں
کہ ہے ذرّہ ذرّہ ترا گُل فشاں
تُو ہی امنِ عالم تُو ہی آشتی
تُو ہی آدمیت تُو ہی زندگی
ترے بام و در مسکراتے رہیں
یہ کُوچے سدا جگمگاتے رہیں

حاصلِ مُطالعہ

(از جناب مولوی عزیز الرحمٰن صاحب منگلا)

لفظ خاتم کی تشریح میں دو نئے حوالے

ماہنامہ ثقافت لاہور لکھتا ہے:-

(۱) "چنانچہ قاضی صاعد اندلسی نے طبقات الامم میں لکھا ہے:-

"والیٰ ارسطا طالیس انتہت فلسفۃ الیونانیین وھو خاتمۃ حکمائھم و سیّد علمائھم۔ (طبقات الامم ص۳)

اور ارسطو پر یونانیوں کا فلسفہ ختم ہو گیا۔ اور وہ اُن کے حکماء کا خاتم اور ان کے علماء کا سردار ہے۔" (ثقافت ستمبر)

(۲) حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:- ؎

مصطفےٰ ختمِ رسل شد در جہاں
مرتضےٰ ختمِ ولایت در عیاں

(مقدمہ تذکرۃ الاولیاء ص۲۸ مطبوعہ لاہور)

ترجمہ:- ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر رسالت اُسی طرح ختم ہوئی جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ولایت ختم ہوئی یعنی آنحضرت نبیوں کے سردار ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ولیوں کے سردار ہیں۔

تبصرہ جات

نئی کتابیں

(ہمارے تبصرہ نگار کے قلم سے)

(۱) ہمارا آقا۔ از قلم محترم جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی۔ لاہور۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ طیبہ پر ہزاروں کتب لکھی جا چکی ہیں اور تا قیامت لکھی جاتی رہیں گی لیکن اس انسانِ کامل اور محسنِ انسانیت کے احسانوں کا تذکرہ جاری و ساری رہے گا۔ زیرِ نظر کتاب بھی اسی باب میں ایک قابلِ قدر اضافہ ہے۔ کتاب کی خوبی اس کی سادہ اور عام فہم عبارت اور دلنشیں طرزِ تحریر ہے اور پھر یہ کمال ہے کہ سیرتِ نبوی کے نہایت دلچسپ واقعات کو اس عاشقانہ اور والہانہ انداز سے بیان کیا ہے کہ تسلسل کے ساتھ ساتھ سیرتِ نبوی کے تمام پہلو اُبھرتے چلے آتے ہیں۔ ہماری رائے میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنے والے ہر شخص کو اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیئے اور اپنے ایمان کو تازہ کرنا چاہیئے۔

کاغذ سفید۔ دیدہ زیب گردپوش، کتابی سائز کے ۱۶۴ صفحات قیمت مجلد دو روپے۔

ملنے کا پتہ: محمد احمد اکیڈمی۔ رام گلی نمبر ۴۔ لاہور

(۲) مجلّہ یادگاری مجلس خدام الاحمدیہ کراچی

امسال بھی مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے اپنے آٹھویں سالانہ اجتماع کے موقعہ پر ایک شاندار یادگاری مجلّہ بزبان انگریزی شائع کیا ہے اس مجلّہ میں قیمتی پیغامات کے علاوہ ٹھوس مضامین بھی شامل ہیں جن میں سے مجلس خدام الاحمدیہ کا مختصر تعارف والا اہم مضمون خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔ جابجا تصاویر نے اس مجلّہ کی شان کو بہت بڑھا دیا ہے۔

نہایت عمدہ آرٹ پیپر کے بڑے سائز کے تقریباً ۹۰ صفحات۔ چمکیلا اور خوشنما ٹائیٹل۔ قیمت درج نہیں۔

ملنے کا پتہ: مجلس خدام الاحمدیہ۔ احمدیہ ہال۔ میگزین لین۔ کراچی ۳۔

(۳) "شانِ منزل"۔ لاہور

زیرِ نظر رسالہ مسلم ماڈل ہائی سکول لاہور کا سہ ماہی مجلّہ ہے۔ خوبصورت گردپوش سے مزین یہ رسالہ اردو اور انگریزی دو حصوں پر مشتمل ہے۔ مضامین کا انتخاب بہت عمدہ ہے، ترتیب دلکش ہے نیز اعلیٰ چھپائی نے اسے بہت جاذبِ نظر بنا دیا ہے۔ متعدد تصاویر بھی شامل ہیں۔ بچوں اور بڑوں کے لئے اس کا مطالعہ نہایت مفید ہوگا۔

عمدہ سفید کاغذ کے ۸۰ صفحات قیمت ملتا نہیں۔

ملنے کا پتہ: مسلم ماڈل ہائی سکول۔ لوئر مال لاہور

(۴) "دو تقریریں"

اِس کتابچہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ۱۹۰۶ء کے جلسہ سالانہ کی دو تقاریر کو یکجا طور پر شائع کیا گیا ہے جو حضورؑ نے مسجد اقصیٰ قادیان میں ارشاد فرمائی تھیں۔ یہ مجموعہ از حد مفید نصائح پر مشتمل ہے قیمت آٹھ آنے۔

(۵) "مباحثاتِ نیروبی"

یہ اُن مباحثات کی روئیداد ہے جو جناب شیخ مبارک احمد صاحب فاضل رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ اور مولوی لال حسین صاحب اختر حنفی مناظر کے درمیان نیروبی مشرقی افریقہ میں ۱۹۶۳ء میں ہوئے تھے۔ زیرِ مباحثہ تین اہم موضوعات تھے (۱) وفاتِ مسیح ناصری علیہ السلام (۲) اجرائے نبوّت (۳) صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ مکرم میاں محمد یامین صاحب تاجر کتب ربوہ نے اب ان کو دوبارہ شائع کیا ہے۔ ۱۳۸ صفحات قیمت ڈیڑھ روپیہ۔

(۶) "احمدی جنتری ۱۹۶۴ء"

یہ جنتری بازاروں میں فروخت ہونے والی عام جنتریوں سے یکسر مختلف ہے۔ اِس جنتری میں دنوں کے حساب و شمار کے علاوہ بعض نہایت مفید نصائح، مکتوبات اور منظومات بھی اکٹھی کر دی گئی ہیں۔ ہر احمدی گھرانے میں اس جنتری کا ہونا بہت مفید ہوگا۔

قیمت چار آنے۔

مندرجہ بالا تینوں کتب کے ملنے کا پتہ:۔

محمد یامین[1] تاجر کتب آف قادیان حال ربوہ۔

(۷) "انوارِ اسلام" (اشاعت خصوصی)

ماہنامہ انوار اسلام کا زیرِ نظر شمارہ ایک علمی نمبر ہے جس میں نگران ماہنامہ ابو محمد امام الدین صاحب کے قلم سے ایک مبسوط مقالہ "عقیدۂ آخرت کے دلائل" کے عنوان سے شامل ہے۔ فاضل مدیر نے یہ مقالہ بڑی محنت سے لکھا ہے۔ خود اس کا مطالعہ اور دہریہ خیال لوگوں میں اس کی اشاعت مفید ثابت ہو سکتی ہے۔

کتابی سائز کے تقریباً یکصد صفحات، کاغذ معمولی سالانہ قیمت چار روپے۔ ملنے کا پتہ:۔ دفتر ماہنامہ انوار اسلام رام نگر۔ بنارس (انڈیا)

(۸) "مقامات النساء" (انگریزی)

زیرِ نظر کتاب "Status of Women" محترم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری سابق مبلغ بلادِ عربیہ کی مشہور و معروف تالیف "مقامات النساء" کا انگریزی ترجمہ ہے۔ اس کتاب میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی روشنی میں صنفِ نازک کے حقوق، ذمہ داریوں اور حقیقی مقام کو واضح کیا گیا ہے۔ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے اس کا انگریزی ترجمہ شائع کر کے ایک اہم خدمت سرانجام دی ہے۔ اِس کتاب کی مسلمانوں اور غیر مسلم احباب میں بکثرت اشاعت ہونی چاہیئے۔ ملنے کا پتہ:۔ دفتر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ

---

[1] الفرقان۔ مکرم میاں محمد یامین صاحب پرانے مہاجر اور نہایت مخلص احمدی ہیں ان کی کتب خریدنا دہرے ثواب کا کام ہے۔

درویشانِ قادیان کی شان

(از قلم محترم جناب مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ)

{ یہ قیمتی اور حقیقت افروز مضمون "درویشانِ قادیان نمبر" کی اشاعت کے بعد موصول ہوا ہے
اسے بھی شکریہ کے ساتھ شائع کیا جاتا ہے ——— (ایڈیٹر) }

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو تقسیم ملک ہو کر پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ لیکن اس روز ضلع گورداسپور کا فیصلہ نہ سنایا گیا۔ ۱۷ اگست کو اس کی ایک تحصیل کو چھوڑ کر باقی ضلع کے ہندوستان میں شامل ہونے کا اعلان کیا گیا۔ یہ اعلان کیا تھا ہمارے لئے ایک قیامت تھا۔ اگلے روز عید تھی لیکن وہ عید عیدِ غم تھی۔ دل بے قابو ہوئے جاتے تھے اور آنکھیں آنسو برسا رہی تھیں۔ قادیان کی پیاری بستی ہم سے چھینی جا رہی تھی۔ وہ بستی جو تخت گاہ رسول اور اس کی آخری آرامگاہ تھی، وہ بستی جس کی مٹی سے خدا اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت کی خوشبو آتی تھی، وہ بستی جہاں فرشتے بستے تھے، جہاں جا کر ہم اپنے گناہوں کی آگ کو ٹھنڈا کرتے تھے، جس کی فضا میں سانس لے کر ہماری روحوں میں پاکیزگی پیدا ہوتی تھی، جس میں سجدہ گاہوں کو تر کر کے ہم اپنے محبوبِ حقیقی کے قریب ہوتے تھے وہ اُجڑتی نظر آتی تھی اور ہم سے ایسی دُور کی جا رہی تھی کہ شاید پھر ہمیں وہاں جانا نصیب ہی نہ ہو۔

عید کا دن گزرا۔ آہستہ آہستہ دل سنبھلا اور تقدیرِ الٰہی پر راضی ہوا۔ مختلف سوال اُبھرنے شروع ہوئے جن میں سے دو یہ تھے۔ (۱) اب جب کہ اس مقدس بستی کے خالی کرانے کے لئے ہر طرف سے یورش کی جائے گی تو جماعت اور مقاماتِ مقدسہ کی حفاظت کیسے کی جائیگی؟ (۲) جب یہ یورش کا دَور ختم ہو جائے گا تو اس کی مستقل آبادی اور حفاظت کی کیا صورت ہوگی؟

حضرت امام جماعت کی دُور رس نگاہوں نے ان سوالوں کا خوب حل کیا۔ قادیان سے عورتوں، بچوں اور مردوں کو نہایت عمدہ انتظام کے تحت آہستہ آہستہ پاکستان بھیجا گیا۔ جس روز عورتیں بھیجی گئیں ایک سو سے زائد فوجی ٹرکوں کا قافلہ تھا۔ عورتوں کی تعداد ہزارہا تھی۔ ٹرک حضرت امام جماعت نے لاہور سے بھجوائے تھے۔ اس قافلہ کو قادیان سے روانہ کر دینے کے بعد ہم سجدہ میں گر گئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری عورتوں کی عزت کو محفوظ فرمایا۔ اس قافلہ کا کمانڈر ایک یہودی فوجی افسر تھا۔ وہ رات ہمارے کیمپ میں آیا اور ہمیں کہتا رہا کہ ہماری جانیں سخت خطرہ میں ہیں اور ہم سب کو قادیان خالی کر کے پاکستان چلے جانا چاہیئے۔ ہم نے اس کو اچھی طرح سے بتا دیا کہ ہمارے لئے کسی صورت میں بھی ممکن نہیں خواہ ہمارے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔

وہ ہم سے مایوس ہو کر چلا گیا اور صبح کو ہماری عورتوں کے قافلہ کو بحفاظت لاہور لے گیا۔ وہاں اس نے حضرت امام جماعت احمدیہ سے ملاقات کی اور کہا کہ میں نے قادیان میں ایسے نوجوان دیکھے ہیں کہ اگر وہ قادیان کی حفاظت میں مارے جائیں تو اُن کی موت بڑی شاندار ہوگی لیکن اگر وہ زندہ رہیں تو اُن کی زندگی اس سے بھی زیادہ شاندار ہوگی۔

اُن دنوں قادیان پر لوٹ مار کے حملے کرنے والوں کے مقابلے کئے گئے۔ حکومت ہند سے یہ فیصلہ کیا گیا کہ قادیان کے مقدس مقامات والا حصہ ہمیشہ ہمارے قبضہ میں رہے گا۔ اور اس کی حفاظت کے لئے ہمارا ایک حصہ قادیان میں مستقل سکونت رکھے گا۔ اس فیصلہ میں بے حد دشواریاں پیش آئیں اور ہم پر ہر چند دباؤ ڈالا گیا کہ ہم قادیان چھوڑ جائیں۔ بالآخر ہمارا عزم دیکھ کر یہ فیصلہ کیا گیا۔ قادیان میں مستقل رہائش اختیار کرنے والوں کی تعداد ۳۱۳ مقرر کی گئی۔ باقی سب ۱۶ر نومبر ۱۹۴۷ء کو پاکستان آگئے۔

ان ۳۱۳ میں حضرت امام جماعت کا ایک بیٹا بھی تھا۔ بعض عالم بھی تھے۔ گریجوایٹ بھی تھے۔ دکاندار بھی تھے۔ جوان بھی تھے۔ بوڑھے بھی تھے لیکن عورت کوئی نہ تھی۔ اکثر ایک دوسرے کے رشتہ دار تھے۔

یہ وہ مختصر گروہ تھا جس کے سپرد دیارِ مسیح کی پاسبانی ہوئی۔ وہ سب نہتے تھے، بے آسرا تھے، وجوہِ معاش سے محروم تھے، رشتہ داروں سے کٹے ہوئے تھے، درندوں سے گھرے ہوئے تھے، ہر وقت جان و مال کے خطرات سے دوچار تھے، قیدیوں کی سی حالت رکھتے تھے، زمین پر ان کا کوئی پرسانِ حال نہ تھا صرف ایک خدا تعالیٰ جو آسمان سے ان کو دیکھ رہا تھا اور ان کے حوصلہ کی داد دے رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ یہ بھی کیا گروہ ہے جو میری خاطر ہر چیز سے ہاتھ دھو بیٹھا ہے اور میرے مسیح کے گھر کی دربانی کے لئے دھونی رما کر بیٹھ گیا ہے۔

یہ دیوانے اس دنیا اور اس کے اشغال سے منقطع ہو گئے۔ ان کا کام سوائے اس کے کوئی نہ رہا کہ وہ ہر وقت اپنے رب کے حضور جھکے رہیں اور اس سے حفاظت طلب کریں۔ نماز، روزہ کو انہوں نے اپنی غذا بنایا اور مادی غذاؤں سے فارغ ہو گئے۔ روکھی سوکھی پر گزارہ کیا۔ وہ گرد و پیش کی آفات سے بے نیاز ہو گئے اور رات کے اندھیروں میں اپنے محبوبِ حقیقی سے راز و نیاز کی باتیں کیں اور اس کی محبت سے سرشار ہوتے۔ جن جگہوں پر مسیح پاک نے دنیا کی اصلاح اور اسلام کی فتح کے لئے دعائیں کی تھیں وہ جگہیں اُن کو دعاؤں کے لئے میسر آئیں۔ پھر وہ تھے اور ان کا خدا تھا۔

غیر مسلم ان کے پاس دعاؤں کے لئے آنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاؤں میں برکت ڈالی اور ان کے ذریعے بہت سے لوگوں کو مصیبتوں سے نجات دی۔ ان میں ایک کشش پیدا ہوئی تا لوگ ان کی طرف آئیں اور حقیقی اسلام اور اس کے کرشموں کو دیکھیں۔ ان کا تقویٰ، طہارت، زہد، ریاضت، صبر، استقلال، صداقت دُور دُور انسانوں کیلئے حیرت انگیز ہوا۔

یہ لوگ ہیں جو وہاں بیٹھے ہیں۔ اللہ ان کی ریاضتوں کو قبول فرمائے، اسلام کیلئے انکی کوششوں میں برکت ڈالے۔ کفر کے اندھیروں کو انکی وجہ سے دُور کرے اور دنیا اور آخرت میں انکا اور ان کے عزیزوں کا اور باقی ساری جماعت کا حافظ و ناصر ہو۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

ایک عیسائی کا خاص سوال اور اس کا مفصّل جواب

{ ذیل کا بے نام خط ایک عیسائی صاحب نے ہمیں بھجوایا ہے جسے ہم من وعن شائع کر کے اس کا جواب دے رہے ہیں۔ عیسائی صاحبان بہت سی غلط فہمیوں میں مبتلا ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے۔ آمین (ایڈیٹر) }

"ابو العطاء صاحب فاضل جالندھری! آپ یوں تو عیسائیت کے متعلق شیر بنے پھرتے ہیں لیکن اس سوال کا جواب دیں یا تو مانیں۔ آپ کا جواب الفرقان میں شائع ہو۔ امید ہے کہ آپ اس سوال کا جواب نہیں دے سکیں گے یونہی مکھی مار دیں گے۔ مزہ تب ہے جب جواب تفصیلاً ہو مگر کہاں۔ یوں ہی الفرقان میں شیخیاں بگھارتے ہیں کہ عیسائیت کے متعلق سوال آئے لیکن جب سوال پڑھیں گے تو پھر یونہی اِدھر اُدھر کی ہانک دیں گے۔

سوال یہ ہے کہ: کیا حضرت محمدؐ کے لئے علیحدہ اسلامی قانون تھا اور ان کی امّت کے لئے علیحدہ اسلامی قانون ہے؟ جیسا کہ حضرت محمد صاحب نے چار سے زائد بیویاں کیں لیکن ان کا اُمتی شخص صرف چار بیویاں کر سکتا ہے؟ کیا یہ بات قابلِ اعتراض نہیں کیونکہ قرآن شریف میں جہاں کہیں نماز روزہ کا ذکر آیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سب کچھ حضرت محمدؐ صاحب کے لئے تھا لیکن ان کی اُمّت کے لئے نہیں؟ اس طرح تو اُمتی حضرات کے لئے نماز وغیرہ معاف ہونی چاہیئے اگر نہیں تو پھر وہ اپنے بانیٔ مذہب کی طرح چار سے زائد شادیاں کیوں نہیں کرتے۔ کیا اس بات سے اس مذہب کا پول نہیں کھل گیا؟"

الجواب:۔ اسلامی قانون عالمگیر اور فطرت کے مطابق ہے۔ اس میں ہر طبقہ کی ہر ضرورت کے لئے احکام موجود ہیں۔ ان احکام میں افراد کے حالات کے اختلافات اور کوائف کی تبدیلی کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ امراء کے لئے ان کے مناسب حال احکام ہیں اور غرباء کے لئے احکام علیحدہ ہیں۔ مردوں کے احکام الگ ہیں اور عورتوں کے احکام الگ۔ بادشاہوں اور اصحابِ اقتدار کو جس انداز میں خطاب کیا گیا ہے وہ رعایا اور محکوموں کے خطاب کے انداز سے مختلف ہے۔ تندرستوں کے لئے اور احکام ہیں اور بیماروں کے لئے دوسرے احکام ہیں۔ اقامت پذیر

لوگوں کے لئے علیحدہ احکام ہیں اور مسافروں کے لئے علیحدہ۔ غرض ہر انسانی طبقہ کے لئے ان کے مناسب حال شرعی احکام موجود ہیں۔ شریعت کے عمومی اور بنیادی احکام میں سب انسان یکساں طور پر مخاطب اور مساوی طور پر ان کے مکلف ہیں لیکن حالات کے اختلاف کے ساتھ احکام کی شکلوں میں اختلاف ہو جاتا ہے اور عقل و فطرت کے مطابق ایسا ہونا ضروری تھا کیونکہ اسلامی شریعت اندھے کی لاٹھی نہیں جو بے طرح گھومتی رہتی ہے۔

اسلام سے پیشتر شادی کے معاملہ میں بہت بے قاعدگی تھی۔ بعض لوگ تو شادی کو بنیادی طور پر غلط اور باعثِ گناہ سمجھتے تھے اسلئے رہبانیت کو اختیار کر لیتے تھے اور دوسرے لوگ شادیوں کی تعداد میں کسی پابندی کے قائل نہ تھے۔ بیوی کے حقوق و واجبات کی تفصیل تو کسی شریعت میں بھی تصریح سے مذکور نہ تھی۔ بائیبل اور تاریخ سے نبیوں تک کی بکثرت شادیوں کا تذکرہ ملتا ہے۔ (پیدائش۔ اسموئیل) بلکہ بائیبل نے تو انبیاء علیہم السلام کو بدنام کرنے کے لئے اُن پر ناجائز تعلقات کے بھی ظالمانہ الزام لگائے ہیں۔ (۲ سموئیل ۱۱/۱۲) اسلام نے نبیوں کی تطہیر کی ہے اور شادی کے معاملہ میں مکمل اور مفصل لائحۂ عمل مقرر فرمایا ہے۔

قرآن مجید اور اسلام کا حکم ہے کہ جو شخص اپنے حالات کے ماتحت شادی نہ کر سکے یا اسے شادی میسر نہ ہو تو وہ روزہ وغیرہ کے ذریعہ تقویٰ کی زندگی بسر کرے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے مالی وسعت عطا فرمائے اور اس کے لئے رشتہ کے سامان پیدا ہو جائیں۔ جو لوگ شادی کر سکتے ہیں ان کے لئے قرآن مجید میں حکم ہے کہ تقویٰ کو مدنظر رکھتے ہوئے شادی کریں۔ اگر کسی شخص کو ایک سے زائد شادی کرنے کی ضرورت ہو، اس کی شخصی یا قومی مصلحت کا تقاضا ہو اور وہ شخص دو بیویوں کے درمیان تمام معاملات میں پورا پورا عدل کرنے کی طاقت بھی رکھتا ہو اس کے ایک کی طرف جھک جانے کا خطرہ نہ ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ ایک سے زائد شادی کر سکتا ہے اور یہ اجازت زیادہ سے زیادہ ایک وقت میں چار شادیوں تک کی ہے۔

ظاہر ہے کہ نبی کا مقام عام اُمتیوں سے اپنے تقویٰ کے لحاظ سے بھی نہایت بلند و بالا ہے اور اس کے جماعتی و قومی مصالح بھی بہت زیادہ ہیں بالخصوص صاحبِ شریعت نبی کے لئے ضروری ہے کہ وہ نئی شریعت کی ساری تفصیلات کی تعلیم بالخصوص طبقہ نسواں کیلئے خصوصی احکام عورتوں میں جاری و ساری کرنے کیلئے متعدد بیویوں سے شادی کرے اور انہیں مستورات کے لئے بطور معلّم اور نمونہ مقرر کرے۔ قرآن مجید میں ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی مقام بیان ہوا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عام مومنوں کی نسبت سے زیادہ شادیوں کی اجازت فرمائی۔ تا دینی تعلیم و تربیت کا عورتوں کیلئے براہ راست مناسب انتظام ہو سکے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

عام مومنوں کی اجازت اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت میں ایک اور بنیادی اور خاص قابلِ توجہ فرق یہ ہے کہ عام مومن کسی بیوی کی وفات یا طلاق پر قواعدِ شرعیہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے نئی شادی کرنے کا مجاز ہے۔ اس طرح بیک وقت چار کی پابندی کے ساتھ سلسلہ آگے چل سکتا ہے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ازروئے قرآن مجید اختیار نہیں تھا کہ اپنی بیویوں میں سے کسی کو طلاق دے سکیں یا کسی کی وفات پر اور شادی کر لیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پابند فرما دیا کہ آپ ان ازواج مطہرات کو ہی اپنی زوجیت میں رکھیں۔ یہ پابندی یا اعزاز ایک تو اسلئے تھا کہ ازواج مطہرات نے دنیوی ساز و سامان پر اللہ اور رسول کو ترجیح دی تھی اور دین کی خدمت کیلئے اپنی زندگیوں کو وقف کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ دوسرے اس پابندی کی وجہ یہ تھی کہ ان مقدس خواتین کے ذریعہ اُمت کی عورتوں کی تربیت کا مستقل کام لیا جانے والا تھا۔

معترض عیسائی صاحب نے کہا ہے کہ بیویوں کے زیادہ کرنے کی اجازت میں تو رسول کو امتیاز دیدیا گیا ہے مگر نماز وغیرہ عبادت میں آپ امتیوں سے زیادہ کے مکلّف نہیں ہیں۔ دراصل معترض نے قرآن مجید پر غور نہیں کیا ورنہ وہ یہ سوال نہ اُٹھاتا کیونکہ قرآن مجید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت میں بھی زیادہ مکلّف فرمایا ہے۔ عام مومنوں کیلئے پانچ نمازیں فرض ہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ایک چھٹی نماز یعنی تہجد کی نماز خاص طور پر مقرر فرما دی ہے اور یہ واقعہ ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اتنی عبادت کرتے تھے کہ آپکے پاؤں سُوج جاتے تھے اور صحابہ حیران رہ جاتے تھے۔

نمازیں بھی آپ زیادہ پڑھتے تھے اور روزے بھی آپ زیادہ رکھتے تھے۔ یہ آپ ساری اُمت کیلئے نمونہ ہیں۔ ایک سے زیادہ شادی اسلامی نقطۂ نگاہ سے بھاری ذمہ داری ہے۔ ہر شخص کیلئے بیک وقت دو بیویوں کے حقوق بھی عدل و انصاف کے ساتھ ادا کرنا سخت دوبھر ہے چہ جائیکہ وہ نو بیویوں کے حقوق ادا کرنیوالا ہو۔ یہ ذمہ داری صرف سرورِ کونین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اُٹھا سکتے تھے۔ تعداد سے قطع نظر نفسِ شادی اور بیویوں سے حسنِ سلوک میں ہمارے آقا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کے لئے اُسوۂ حسنہ ہیں۔

عیسائی معترض صاحبان کیلئے یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ آیا انکے ہاں بائیبل کے رُو سے یسوع مسیح اور عام عیسائیوں میں یکسانیت ہے؟ یہی کہتے ہیں کہ مسیح نے تورات کے مطابق شادی نہ کی تھی تو کیا وہ شرعی صحیح شادی کے معاملہ میں عیسائیوں کیلئے نمونہ بن سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ پھر انجیل میں لکھا ہے کہ:-

(الف) "دیکھو ایک بدچلن عورت جو اس شہر کی تھی یہ جان کر کہ وہ اس فریسی کے گھر میں کھانا کھانے بیٹھا ہے سنگ مرمر کی عطردانی میں عطر لائی اور اسکے پاؤں کے پاس روتی ہوئی پیچھے کھڑی ہو کر اسکے پاؤں آنسوؤں سے بھگونے لگی اور اپنے سر کے بالوں سے پونچھے اور اسکے پاؤں بہت چومے اور ان پر عطر ڈالا۔" (لوقا ۳۷-۳۸/۷)

(ب) "بعض عورتیں جنہوں نے بُری روحوں اور بیماریوں سے شفا پائی تھی یعنی مریم جو مگدلینی کہلاتی تھی جس میں سے سات بدروحیں نکلی تھیں اور یوأنہ ہیرودیس کے دیوان خوزہ کی بیوی۔ اور سوسناہ اور بہتیری اور عورتیں بھی تھیں جو اپنے مال سے انکی خدمت کرتی تھیں۔" (لوقا ۲-۳/۸)

کیا عیسائی صاحبان کے لئے اس طریق میں مساوات روا ہے اور کیا وہ اسے اختیار کرنے کے لئے تیار ہیں؟ +

سُود کے مضمون پر تعاقب در تعاقب

مکرم چودھری محمد اسمٰعیل صاحب راولپنڈی کا کے مضمون دربارہ سُود کے متعلق محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب ربوہ کا مکتوب گزشتہ اشاعت میں شائع ہو چکا ہے، اس مکتوب کے بارے میں لاہور سے محترم ڈاکٹر محمد عبدالحق صاحب کا ایک خط موصول ہوا ہے جسے شاملِ اشاعت کیا جاتا ہے۔ چونکہ ہم سب کی مشترکہ غرض احقاقِ حق ہے اسلئے ہم ساتھ ہی محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کا وہ مکتوب بھی شائع کر رہے ہیں جو انہوں نے محترم ڈاکٹر صاحب موصوف کا خط پڑھ کر ان کے نام رقم فرمایا ہے۔ اس مکتوب میں موضوع کے کئی پہلو نمایاں ہو گئے ہیں۔

عربی میں کہتے ہیں اَلْحَقِیْقَۃُ مِنْتُ الْبَحْثِ کہ صحیح بحث سے حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہم ذیل میں دونوں مکتوب شائع کر رہے ہیں ——— (ایڈیٹر)

محترم جناب ڈاکٹر محمد عبدالحق صاحب لاہور کا مکتوب

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب الفرقان ربوہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

الفرقان بابت نومبر ۱۹۶۳ء میں سُود والے مضمون پر تعاقب" کے زیرِ عنوان مرزا رفیع احمد صاحب کی تحریر پڑھی۔ پھر اس کے بعد میں نے ماہ جولائی کے الفرقان سے چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب کا مضمون پڑھا۔ چوہدری صاحب بغیر جذبات کے جو سمجھے انہوں نے لکھ دیا۔ آخر انہوں نے وہی کچھ لکھنا تھا جو وہ سمجھتے تھے۔ اب چوہدری صاحب مرزا رفیع احمد صاحب کی سمجھ کہاں سے لاتے۔ مرزا رفیع احمد صاحب کی تحریر سے میں سخت مایوس ہوا۔ مرزا صاحب موصوف کو چاہیئے تھا کہ چونکہ چوہدری صاحب کا علمی مضمون تھا اس کا جواب بھی علمی طور پر دیتے۔ سُود کی تعریف اگر چوہدری صاحب نے غلط کی تھی تو مرزا صاحب موصوف صحیح تعریف لکھتے اور علمی بحث شروع کرتے تاکہ علم میں اضافہ ہوتا۔ ئیں بھی فائدہ اٹھاتا چوہدری صاحب بھی فائدہ اٹھاتے۔ پھر اس کے بعد اگر چوہدری صاحب مناسب سمجھتے تو وہ بھی علمی جواب دیتے۔ اس طور پر جس طرح کہ مرزا صاحب موصوف نے چوہدری صاحب موصوف کا مُزبند کیا ہے ہرگز زیبا نہیں۔ اس طرح تو علم کو محدود کرنا ہے۔ مرزا صاحب واضح طور پر لکھتے کہ اس مضمون میں انٹ سنٹ کیا ہے اور وہ کیسے صریح خلافِ شریعت اور بے دلیل ہے۔ الفرقان ایک علمی رسالہ ہے مضمون لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے کہ وہ مضمون لکھیں۔ پھر ان کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ مَیں تو ایک ڈاکٹر ہوں مجھے ہرگز پتہ نہیں کہ چوہدری صاحب کا مضمون صریح خلافِ شریعت ہے یا نہیں۔ مرزا صاحب نے دلیل کے ساتھ تو اپنے اس دعویٰ کو ثابت نہیں کیا۔ میرا اعتراض صرف مرزا صاحب کی طرزِ تحریر پہ ہے۔ یہ طرزِ تحریر غیر موزوں ہے اس طرح تو لوگوں کو دل کی بات بیان کرنے میں آزادی نہ ہوگی۔ (خاکسار عبدالحق)

محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب سلمہ ربہ کا مکتوب

مکرم و محترم ڈاکٹر عبدالحق صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

مکرم مولوی ابو العطاء صاحب نے آپ کا خط جس میں آپ نے میرے خط پر جو مولوی صاحب نے الفرقان میں چھپوایا تھا' اعتراض کیا ہے اور اسے علمی ترقی کو روکنے والا اور چوہدری صاحب کا منہ بند کرنے والا قرار دیا ہے۔ خاکسار اس بات کے سمجھنے سے قاصر ہے کہ آپ کس بات پر اتنے ناراض ہوئے ہیں اگر خاکسار سے کوئی قصور ہوا ہے تو خاکسار اس کے لئے معذرت خواہ ہے۔

جناب نے اس بات پر غور فرمانے کی کوشش نہیں کی کہ میری تحریر ایک خط تھا جو مکرم مولوی صاحب کی خدمت میں لکھا گیا تھا اور جس میں یہ عرض تھا کہ یہ مضمون حقائق پر مبنی نہیں۔ . .

. . . .

. . . . خط لکھتے وقت اس کو چھپوانا میرے مدنظر نہیں تھا۔ اور چونکہ اس کے مخاطب مولوی صاحب تھے جو شریعت اسلامیہ کا علم رکھتے ہیں اسلئے ان کے سامنے دلائل بتفصیل پیش کرنے کی بھی ضرورت نہیں تھی اسلئے کہ مولوی صاحب میرے اشارات کو اپنے علم کی وجہ سے بخوبی سمجھ سکتے تھے۔ اعتراض جو مجھے اس مضمون پر تھا اور ہے وہ یہ ہے کہ اس مضمون میں اسلام کی طرف بعض باتیں منسوب کی ہیں لیکن کوئی دلیل نہیں دی کہ وہ باتیں اسلام کی طرف کیوں منسوب کی ہیں۔ اس کی دلیل کیا ہے؟ آیا قرآن کریم میں ایسی آیات ہیں جو ان کی تائید کرتی ہیں یا ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی ارشادات ہیں جن سے ان کی رائے کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ اسلام کی بنیاد تین باتوں پر ہے۔ قرآن کریم[1] جو خدائے علیم و قدیر کا کلام اور غلطی سے مبرا ہے۔ ہمارے[2] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ عملی تربیت جو نسلاً بعد نسلٍ ہم تک پہنچی جسے **سنّت** کہتے ہیں اور آنحضور کے وہ اقوال جو یادداشتوں سے جمع کئے گئے جنہیں **حدیث الرسول** کہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص اسلام کی طرف منسوب کر کے کوئی بات کہتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآن کریم سنّت رسول اور اقوال رسول سے استشہاد کرے اور بتائے کہ قرآن کریم کی فلاں آیت یا فلاں حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ اسے اصطلاح میں **دلیل شرعی** کہتے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص ان تین چیزوں سے باہر جا کر کوئی بات کہتا ہے تو وہ ظلم کرتا ہے اور اس کی بات کو علمی تحقیق کہنا شریعت اور تحقیق کے مسلّمہ اور فطرتی طریقوں سے گریز اور بدیانتی ہے۔ آجکل یہ مرض عام ہے کہ جو شخص چند جملے جوڑ سکتا ہے یا انشاء پردازی کر سکتا ہے وہ بغیر کسی بنیاد و دلیل کے اپنے خیالات یا موجودہ زمانہ میں رائج خیالات کو اسلام کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس طریق کو خلاف عقل اور خلاف اصولِ تحقیق قرار دیا ہے اگر آپ نے حضور مسیح پاک کی کتابیں بغور مطالعہ کی ہیں تو یہ بات آپ سے پوشیدہ نہیں ہو سکتی کہ حضور نے مذہبی تحقیق کیلئے اسے لازمی اور ضروری قرار دیا ہے کہ جو شخص کسی مذہب کی طرف کوئی بات منسوب کرتا ہے وہ اسی مذہب کی مسلّمہ کتابوں سے دلیل دیکر یہ بات ثابت کرے کہ واقعی اسکے

مذہب کی یہی تعلیم ہے اور وہ محض اپنے خیالات کو مذہب کی طرف منسوب نہیں کر رہا۔ آجکل عیسائیوں کا یہی طریق ہے کہ وہ اِدھر اُدھر سے باتیں لے لیتے ہیں اور انہیں عیسائی مذہب کی طرف منسوب کر دیتے ہیں لیکن مسیح کے اقوال سے ان کا ثبوت نہیں دے سکتے۔ اس طریق کو علمی تحقیق قرار دینا ہرگز درست نہیں۔ یہ تو علمی تحقیق کو قیاسات اور مفروضات کی آماجگاہ بنانا ہے۔ کیا یہ تحقیق ہے کہ بلا دلیل کوئی بات کسی مذہب کی طرف منسوب کی جائے؟ اور کیا اس طریق سے علم ترقی کر سکتا ہے کہ ہر شخص اپنے خیالات کو اپنے مذہب کی طرف منسوب کرے اور پھر توقع رکھے کہ اس کی بات کو بے دلیل ہی مان لیا جائے؟ آپ تو ڈاکٹر ہیں کیا آپ کو تحقیقات کا یہی طریق سکھایا گیا تھا؟ کیا جب آپ کسی کو علم سکھانا چاہتے ہیں اور اُسے بتاتے ہیں کہ مثلاً فلاں دوائی سے قبض دُور ہوتی ہے تو آپ پہلے ماہر طبیبوں کی رائے نہیں پیش کرتے یا اپنی رائے کی بنیاد تو اپنی فطرت اور تجربہ پر نہیں رکھتے اور کیا اس طریق کو چھوڑ کر محض قیاس آرائی اور Whims کی بنا پر کوئی بات پیش کرنا علمی ترقی کا موجب ہو سکتا ہے؟ کیا اگر کوئی شخص کسی رسالہ میں جس میں دانتوں کی صحت سے متعلق مضامین چھپتے ہیں یہ مضمون چھپوائے کہ انسان کے مُنہ میں جو چار عقل داڑھیں ہیں ان کے نیچے جڑ والی دماغی خلیات ہوتے ہیں اسی لئے انہیں عقل داڑھیں کہتے ہیں اور ان کے نکال دینے سے انسان کا بھیجا کم ہو جاتا ہے تو کیا آپ اس سے پوچھیں گے نہیں کہ تم اس مفروضہ کی بنا کس کی تحقیق پر رکھتے ہو؟ کیا مانے ہوئے دانتوں کے ماہرین میں سے کسی نے یہ بات کسی کتاب میں لکھی ہے یا مسلّمہ طریق تحقیق کے مطابق تم نے تجارب سے اس بات کو بپایۂ ثبوت پہنچایا ہے یا کیا آپ بلا دلیل اس کی بات مان لیں گے؟ افسوس ہے کہ آپ نے اعتراض تو فرما دیا لیکن میری بات کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ میری غرض صرف اتنی تھی کہ چوہدری اسمٰعیل صاحب جو کچھ اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں کیا آیاتِ قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے اس کا ثبوت بہم پہنچا سکتے ہیں اور اگر نہیں تو انہیں کوئی حق نہیں کہ اسلام کی طرف ایسی بات منسوب کریں جو قرآن و حدیث سے ثابت نہیں۔ آپ ایک بار پھر ان کا مضمون اور میرا خط ذرا ٹھنڈے دل سے پڑھیں اور اس بات سے خالی الذہن ہو کر پڑھیں کہ لکھنے والا کون ہے اور پھر فرمائیں کہ کیا چوہدری صاحب نے اپنی باتوں کے ثبوت میں قرآن و حدیث کو پیش کیا، اور اگر نہیں تو اسے علمی تحقیق اور علمی ترقی کا ذریعہ قرار دینا کیا کسی ایسے شخص کو زیب دیتا ہے جو اسلام کی محبت کا دعوٰی رکھتا ہو اور چاہتا ہو کہ اسلام کی طرف وہی باتیں منسوب کی جائیں جو اُس کے بانی فداہ ابی و امی کے فرمودات سے ثابت ہوتی ہیں۔

رہا یہ کہ سُود کی تعریف اگر چوہدری صاحب نے غلط کی تھی تو میں صحیح تعریف کر دیتا۔ اس کا پہلا جواب تو یہی ہے کہ مولوی صاحب جو میرے مخاطب تھے ان کو معلوم ہے کہ سُود کی تعریف کیا ہے اسلئے انہیں بتانے کی ضرورت نہیں تھی۔ دوسرے یہ کہ یہاں تعریف کے غلط یا صحیح ہونے کا سوال نہیں بلکہ سوال یہ ہے کہ

چوہدری صاحب نے جو ربٰو (سود) کی تعریف کی ہے۔ اُسے اسلام کی طرف کس بناء پر منسوب کیا۔ کیا قرآن کریم نے وہ تعریف کی ہے یا حدیث سے وہ تعریف ثابت ہے؟ اگر ثابت ہے تو آمنا وصدقنا۔ اگر نہیں تو پھر وہ یہ تو کہہ سکتے ہیں۔ کہ سود کی مروجہ تعریف یہ ہے یا ماہرینِ اقتصادیہ تعریف کرتے ہیں یا میرے نزدیک یہ تعریف ہے۔ لیکن یہ بات کہنے کا انہیں کوئی حق نہیں کہ اسلام میں سود کا یہ مفہوم ہے۔ جناب والا! اگر علمی تحقیق کا شوق رکھتے ہیں تو وہ اصول بھی معلوم فرمالیں۔ جو تمام دنیا کے نزدیک خصوصًا علوم عقلیہ سے بحث کرنے والوں کے نزدیک تحقیق کے سائنٹفک اصول ہیں۔ قرآن کریم مدعی ہے۔ کِتَابٌ اُحْكِمَتْ آيَاتُہ کہ قرآن نے اپنی پیش کردہ باتوں کو علوم حکمیہ اور سائنٹفک طریق پر ثابت کیا ہے۔ ان اصولوں کو چھوڑ کر کسی موضوع پر بحث کرنا علم کی ترقی کا نہیں بلکہ تنزل اور خیالات کی پراگندگی کا موجب ہوتا ہے۔ بقول آپ کے میری بے دلیل تحریر میں ایک دلیل یہ بھی تھی کہ ان کے مضمون میں تناقض بھی ہے۔ کیا یہ دلیل نہیں؟ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جب ایک شخص کی بات میں تضاد ہو تو اس کی باتیں پایہ اعتبار سے ساقط ہو جاتی ہیں؟

ایک اعتراض آپ کا صحیح ہے کہ مجھے چاہیئے تھا کہ میں خود اس موضوع پر قلم اٹھاتا۔ تاکہ اگر چوہدری صاحب کی باتیں صحیح نہیں تھیں تو میں صحیح بات پیش کرتا اس بارہ میں۔ خاکسار کا عذر یہ ہے۔ کہ جب مولوی صاحب نے میرا خط چھاپ دیا تھا تو میں اس بات کا منتظر رہا کہ چوہدری صاحب میرے مطالبہ پر قرآن کریم سے یا احادیث سے کچھ اقتباس پیش فرمائیں گے۔ چونکہ انہوں نے ایسا نہیں کیا اس لئے اہل علم کے نزدیک ان کا مضمون توجہ کے قابل نہیں رہا۔ تاہم میں ارادہ رکھتا ہوں کہ بشرط صحت و فرصت اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس موضوع پر کچھ لکھوں۔ وباللہ التوفیق۔

یہ خط بھی مضمون ہوگیا ہے جو میں نے آپ کی ہمدردی میں لکھ دیا ہے۔ خدا کرے کہ آپ اصل [illegible] کو سمجھ جائیں۔ اور خلط مبحث ہو کر میری ساری محنت رائگاں نہ جائے۔ میرا خدا جانتا ہے کہ میں تو دل سے چاہتا ہوں کہ ہماری جماعت علم میں کمال حاصل کرے اور خدا کے پاک کلام اور میرے آقا کی پُر حکمت باتوں اور علمی کمالات سے دنیا واقف ہو۔ زبان بندی میرا کبھی بھی طریق نہیں رہا۔ جس کا ایک بڑا ثبوت یہ لمبا چوڑا خط ہے جو میں آپ کو لکھ رہا ہوں۔ خدا کرے کہ اور جو بھی اس بارہ میں خیال فرمائیں۔ میری نیک نیتی پر شبہ نہ فرمائیں اور آپ کے دل سے یہ بات نکل جائے کہ خاکسار نے زبان بندی اور علمی تحقیق کی راہ میں روڑا اٹکانے کے لئے یہ تحریر لکھی تھی۔ والسلام

خاکسار

مرزا رفیع احمد

پیش لفظ

حیاتِ نور

زیرِ قلم فرمودہ قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ

"شیخ عبد القادر صاحب مربی سلسلہ احمدیہ لاہور اپنی معرکتہ الآراء تصنیف **حیاتِ طیبہ** (سیرۃ حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کی وجہ سے جماعت میں کافی متعارف ہو چکے ہیں۔ اور شہرت پا چکے ہیں۔ اب انہوں نے خدا کی توفیق سے **حضرت حاجی الحرمین** مولوی حکیم **نور الدین** صاحب **خلیفہ اوّل** رضی اللہ عنہ کی سیرۃ لکھنی شروع کی ہے۔ اور مجھے اسکے پیش لفظ لکھنے کیلئے درخواست کی ہے

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اپنے **علم و فضل** اور تقوی و طہارت اور **توکل علی اللہ** اور **اطاعتِ امام** میں ایسا مقام رکھتے تھے جو بعض لحاظ سے عدیم المثال تھا۔ آپکی تعریف میں حضرت مسیح موعود کا یہ شعر کافی ہے کہ ؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نورِ یقیں بودے

دوسری جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اس مردِ مومن کے متعلق یہ شاندار توصیفی الفاظ استعمال کئے ہیں۔ کہ مولوی نور الدین صاحب اس طرح میری پیروی کرتے ہیں جس طرح کہ انسان کی نبض اس کے دل کی حرکت کے پیچھے چلتی ہے۔ حقیقتاً حضرت مولوی صاحب کا **مقامِ اطاعت** اور **مقامِ توکل** بہت ہی بلند تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام دعویٰ سے پہلے یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔ کہ خدا تعالیٰ مجھے کوئی ایسا مددگار عطا فرمائے۔ جو میرا دوست دبازو ہو کر کام کر سکے۔ چنانچہ جب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ تو انہیں دیکھتے ہی حضور کے دل سے یہ صدا نکلی۔ کہ

"ھٰذا دعائی"

"یعنی یہ مردِ مومن میری دعاؤں کی قبولیت کا نتیجہ ہے"

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی ارفع شان اور علم کی گہرائی اور خدا داد بصیرت اس بات سے بھی ظاہر ہے کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی ابھی بچہ ہی تھے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے ان کے متعلق وثوق کے ساتھ فرمایا۔ کہ یہی ہونے والا **مصلح موعود** ہے

میں نے شیخ عبد القادر صاحب کی اس کتاب کو صرف کہیں کہیں سے دیکھا ہے۔ مگر میں امید کرتا ہوں۔ کہ خدا کے فضل سے یہ کتاب بھی قریباً قریباً اسی شان کی کتاب ہوگی۔ جو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سوانح میں لکھی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ دوست اس مفید کتاب کی اشاعت میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں گے تاکہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے انوارِ قدسیہ سے زیادہ سے زیادہ برکت حاصل کر سکیں۔

خاکسار

مرزا بشیر احمد

ربوہ"

باون بوٹی

گلستانِ قدرت کی ۵۲ منتخب بوٹیوں
کی اجتماعی قوت کا خوشبودار حاصل

آپ کی عمر اور آپ کے حسن کی دلکشی کا اہم جزء
آپ کے سر کے بال ہیں۔ ان کی حفاظت کیجئے

باون بوٹی

ہیئر ٹانک

بالوں کو گرنے سے روکنے۔ بال لانبے
اور گھنے کرنے بالوں کو سفید ہونے
سے بچانے اور بے خوابی کو دور
کرنے میں بے نظیر ہے ——!

(ملنے کا پتہ)
کاسمیٹک اورنٹیل کراچی
پوسٹ بکس ۴۴۲۷ کراچی ۲

خواتینِ مشرق کا صدیوں سے پسندیدہ

زُلفین

سر دھونے کا سہاگ مسالہ

سکاکائی

اور

گلستانِ قدرت کی منتخب خوشبودار جڑی بوٹیوں
سے تیار شدہ

سر سے تیل اور میل صاف کرنے، بالوں
کو گرنے سے روکنے
بالوں میں تیل لگائے بغیر خوشبو بسانے میں
بے نظیر ہے۔

(ملنے کا پتہ)
کاسمیٹک اورنٹیل کراچی
پوسٹ بکس ۴۴۲۷ کراچی ۲

اَلفِردَوس

انار کلی میں

لیڈیز کپڑے کیلئے

آپ کی اپنی

دکان ہے

"اَلفِردَوس"

۸۵۔ انار کلی لاہور

آنکھوں کی جملہ بیماریوں کیلئے بے نظیر تحفہ

نُورِی کجل

- آنکھوں کو جملہ بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔
- نظر کو صاف اور تیز کرتا ہے۔
- آنکھوں کو گرد وغبار سے صاف کرتا ہے۔
- آنکھوں میں خوبصورتی اور چمک پیدا کرتا ہے۔
- خارش، پانی بہنا، بھمنی اور ناخونہ کا بہترین علاج ہے۔

بوقتِ ضرورت ایک ایک سلائی آنکھوں میں ڈالیں۔
قیمت فی شیشی عہ علاوہ محصولڈاک وپیکنگ۔

دِماغی

دل ودماغ کے لئے بہترین ٹانک۔ دماغی محنت کرنیوالے، طلباء، وکلاء، پروفیسرز، ججز وغیرہ کے لئے بہت راحت وآرام کا موجب ہوتی ہے۔ اسی طرح کثرتِ کار یا تفکرات یا پریشانی کی وجہ سے جن لوگوں کے دل ودماغ ہوگئے ہوں، سر میں گرانی اور درد ہو گردن اور کندھوں میں درد رہتا ہو۔ ان کے لئے نعمتِ غیر مترقبہ ہے۔ اس کا استعمال آپ کی کارکردگی میں اضافہ اور آپ کی طبیعت میں بشاشت پیدا کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ایک گولی صبح بعد ناشتہ، ایک دوپہر، ایک شام ہمراہ آب
قیمت فی شیشی ۳۰ گولی پانچ روپے۔

تیار کردہ

خورشید یونانی دواخانہ۔ گول بازار۔ ربوہ

الفرقان کے خاص معاونین کے لئے تحریک دُعا

مندرجہ ذیل بزرگوں اور احباب نے الفرقان کی دس سالہ خریداری منظور فرما کر امداد فرمائی ہے۔ احباب بھی ان کیلئے دعا فرماویں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء (ایڈیٹر)

ربوہ دار الہجرت

- سیدی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ
- حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب
- حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی
- حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب
- حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری
- حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحب بھٹی
- جناب چوہدری محمد شریف صاحب خالد ایم اے
- جناب رفیق احمد صاحب ثاقب ایم ایس سی
- جناب چوہدری محمد لطیف صاحب ایم اے غانا
- جناب چوہدری یحیٰ حسن صاحب باجوہ
- جناب ڈاکٹر محمد حی صاحب ہیلتھ آفیسر
- جناب قریشی عبد الرشید صاحب ایل ایل بی

قادیان دار الامان

- حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب امیر جماعت
- جناب صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب
- جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی
- جناب چوہدری سعید احمد صاحب بی اے
- جناب چوہدری محمد عبد اللہ صاحب
- جناب ماسٹر محمد ابراہیم صاحب
- جناب سید شہامت علی صاحب ساتھ رتن
- جناب حافظ سخاوت علی صاحب شاہجہانپوری
- جناب مسعود احمد صاحب انیس شاہجہانپوری
- جناب ڈاکٹر بشیر احمد صاحب آئی سپیشلسٹ
- جناب ڈاکٹر عطر دین صاحب
- جناب حکیم چوہدری بدر دین صاحب عامل
- جناب چوہدری منور علی صاحب فوٹو گرافر
- جناب عبید اللہ صاحب فانی
- جناب چوہدری عبد القدیر صاحب

ضلع جھنگ

- جناب میاں بشیر احمد صاحب امیر جماعت
- جناب ملک محمد حیات صاحب نسوآنہ
- جناب چوہدری عبد الحلیم خانصاحب
- جناب حافظ مبارک علی خان صاحب ولد احمد علی خانصاحب چنیوٹ

ضلع سرگودھا

- جناب مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت
- جناب حافظ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب
- جناب چوہدری جلال الدین صاحب چک ۳۷ جنوبی
- جناب شیخ محمد اقبال صاحب پراچہ
- جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب آڑھتی
- جناب میجر شمیم احمد صاحب جوہر آباد

ضلع لاہور

- جناب چوہدری اسد اللہ خانصاحب امیر جماعت
- جناب شیخ بشیر احمد صاحب سابق جج ہائیکورٹ
- جناب چوہدری محمد شفیع صاحب کمیشن ایجنٹ پتوکی
- جناب خواجہ محمد شریف صاحب برانڈرتھ روڈ
- جناب امیر الدین صاحب رتن باغ
- جناب ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب لاہور
- جناب چوہدری فتح محمد صاحب لاہور ہر کیمے ٹرانسپورٹ
- جناب محمد ابراہیم صاحب ریاض ریڈیو سروس
- جناب چوہدری اعجاز نصر اللہ خانصاحب ایڈووکیٹ
- جناب چوہدری نور احمد خان صاحب گوالمنڈی
- جناب سراج الدین صاحب نسبت روڈ
- جناب چوہدری عبد الحکیم خانصاحب میکلوڈ روڈ
- جناب سردار بشیر احمد صاحب ایس ڈی او
- جناب قریشی محمود احمد صاحب ایڈووکیٹ
- جناب چوہدری عبد الحمید صاحب ماڈل ٹاؤن
- جناب ڈاکٹر محمد عبد الحق صاحب ایم بی بی ایس
- جناب ملک عبد اللطیف صاحب ستکوہی
- جناب حافظ عبد الکریم صاحب فضلی
- جناب محمد عثمان صاحب لکشمی مینشن
- جناب ایس یو شیخ صاحب کوثر میجنگ ڈائریکٹر کوثر کمپنی لمیٹڈ
- جناب حکیم سراج الدین صاحب بھاٹی گیٹ
- جناب ڈاکٹر احسان علی صاحب میکلوڈ روڈ
- جناب مسٹر اے رائے بھٹی صاحب مال روڈ
- جناب شیخ فضل احمد بشیر احمد صاحبان سمن آباد
- جناب رشید احمد صاحب ملک
- جناب صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب
- جناب خانصاحب میاں محمد یوسف صاحب
- جناب مرزا عبد الرحمٰن صاحب ناصر مرحوم
- جناب شیخ محمد شریف صاحب سمن آباد
- جناب ماسٹر حسن دین صاحب راوی پارک
- جناب چوہدری فضل الرحمٰن صاحب مال روڈ
- جناب شیخ بشیر احمد صاحب ٹھیکیدار
- جناب میجر چوہدری عزیز احمد صاحب لاہور چھاؤنی
- جناب عبد الرشید صاحب قریشی جسونت بلڈنگ
- جناب چوہدری منور لطف اللہ خانصاحب ایڈووکیٹ سمن آباد
- جناب حضرت اللہ پاشا صاحب ایم اے
- جناب خواجہ امیر بخش صاحب آف آسٹریلیا

راولپنڈی

- جناب سیٹھ محمد اسماعیل صاحب چھاؤنی
- جناب شیخ غلام حیدر صاحب کالج روڈ

• جناب صوفی محمد شفیع صاحب صدر
• جناب چوہدری میجر عزیز احمد صاحب
• جناب کیپٹن اے۔یو۔زیڈ احمد صاحب
• محترمہ بیگم صاحبہ جناب میاں حیات محمد صاحب
• جناب کیپٹن محمد اسحاق صاحب مری روڈ
• جناب محمد یونس صاحب فاروق سیٹلائٹ ٹاؤن
• جناب رفیق احمد صاحب دہلوی نیا محلہ
• جناب محی الدین صاحب، بابا روڈا روڈ
• جناب سید مقبول احمد صاحب ڈہوڈی روڈ
• جناب سید منظور علی صاحب سیٹلائٹ ٹاؤن
• جناب ملک مظفر احمد صاحب کالج روڈ
• جناب ایم۔ اے غنی صاحب بی۔اے
• جناب ماسٹر عبد الرحمن صاحب خاکی بی اے
• جناب قاضی بشیر احمد صاحب بھٹی
• جناب قاضی عبد السلام صاحب بھٹی آف نیروبی
• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب
موٹر موڈلن لمیٹڈ
• جناب صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب

ضلع ملتان

• جناب ملک عمر علی صاحب امیر
جماعتہائے احمدیہ
• جناب ڈاکٹر عبد الکریم صاحب
• جناب پیر نصیر احمد صاحب ریڈیو فورمین
• جناب چوہدری عبد الحفیظ صاحب ایڈووکیٹ
• جناب ماسٹر نواب دین صاحب ایم اے

• جناب ڈاکٹر رفیق احمد صاحب
ایم۔بی بی۔ایس بوریوالہ
• جناب شیخ محمد اسلم، محمد سلیم صاحبان
کمیشن ایجنٹ دنیا پور
• جناب چوہدری منور احمد خان صاحب حرم گیٹ
• جناب چوہدری محمد اکرام اللہ صاحب
اومیگا ریڈیو کمپنی
• جناب شیخ محمد منیر صاحب احمد دنیا پور
• جناب حکیم انور حسین محمود احمد صاحبان
دواخانہ دار الشفاء خانیوال
• جناب سیٹھ اللہ جوایا صاحب حسین آگاہی
• جناب چوہدری عبد اللطیف صاحب
• جناب بشارت احمد صاحب باجوہ اوورسیئر نغال ٹب
• جناب شیخ عبد الغفور صاحب پٹواری نہر
ماہنی سیال

ضلع شیخوپورہ

• جناب چوہدری انور حسین صاحب ایڈووکیٹ
• جناب شیخ محمد بشیر صاحب آزاد انبالوی
• حافظ عبد الواحد صاحب ایم اے بی ٹی
• جناب ڈاکٹر عمر الدین صاحب ڈن ملیریا آفیسر

ضلع گوجرانوالہ

• جناب عبد الرحمن صاحب صابر
مینیجر سنگر مشین کمپنی۔
• جناب میاں برکت علی، غلام احمد صاحبان
وزیر آباد

• جناب چوہدری محمد شریف صاحب فیروز والا
• جناب میاں محمد شریف صاحب باغبانپورہ
• جناب چوہدری عبد الحمید صاحب بقانہ بازار
• جناب ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب ہاگورا
وزیر آباد
• جناب چوہدری مقبول احمد صاحب
انسپکٹر ریلوے۔
• جناب سید سجاد حیدر صاحب قانونگو
ضلع گوجرانوالہ (ربوہ)
• جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب اینڈ
برادرز وزیر آباد
• جناب میاں محمد خاں، اکبر علی صاحبان وزیر آباد
• جناب میاں عنایت اللہ صاحب فاروق
نظام آباد
• جناب ملک منظور احمد صاحب
لاہوری گیٹ وزیر آباد
• جناب میاں قمر الدین صاحب کھوکھر مرحوم گوجرانوالہ
• جناب چوہدری پیر محمد صاحب ہیڈ کلرک
• جناب چوہدری عزیز اللہ خان صاحب

ضلع جہلم

• جناب سیٹھی خلیل الرحمن صاحب مشین محلہ
• جناب سیٹھی عبد الحق صاحب مین بازار

ضلع گجرات

• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ
امیر جماعت احمدیہ گجرات

• جناب چوہدری عبد المالک خان صاحب شاہد کھاریاں
• محترمہ بیگم صاحبہ جناب سید عبد العزیز صاحب
منڈی بہاؤ الدین
• جناب مرزا صفدر جنگ ہمایوں خان صاحب تلوکوال
• جناب محمد الدار مبارک احمد صاحب کھاریاں

ضلع سیالکوٹ

• جناب چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ
نائب امیر جماعت احمدیہ
• جناب حکیم سید بیر احمد شاہ صاحب
• جناب چوہدری عبد الستار صاحب درگانوالی
• جناب محمد علی صاحب ڈسپنسر کوٹ بیناں
• جناب میاں سلطان احمد خان صاحب
منڈیکے گورایہ
• جناب چوہدری غلام حسین صاحب گوہد پور
• جناب خواجہ عبد الرحمن صاحب ٹھیکیدار
• جناب چوہدری خالد سیف اللہ خان صاحب
• جناب میجر چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ
• جناب رانا عبد المجید خان صاحب کنجروڑ

کوئٹہ

• جناب شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ
• جناب شیخ کریم بخش صاحب مرحوم
• جناب شیخ محمد اقبال صاحب جناح روڈ
• جناب شیخ عبد الاحد صاحب تاجر
• مجلس خدام الاحمدیہ شارع فاطمہ جناح
• جناب الحاج خلیفہ عبد الرحمن صاحب

• جناب ماسٹر عبدالکریم صاحب
• جناب محمد عبدالحق صاحب جنجوعہ میڈیکل ہال
• احمدیہ پبلک لائبریری ضلع فاطمہ جناح
• جناب خان عبدالوحید خانصاحب
• جناب ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب ڈی پی ایچ
• جناب ڈاکٹر میجر سراج الحق خان صاحب
• جناب سید قربان حسین شاہ صاحب
• جناب چوہدری محمود احمد صاحب
• جناب عطاء الرحمن خانصاحب مصطفیٰ روڈ

اضلاع سابق صوبہ سندھ

• جناب چوہدری سلطان علی صاحب محراب پور
• جناب نصیر احمد خانصاحب ناصر خانپور
• جناب حاجی عبدالرحمن صاحب رئیس بادگا
• جناب محمد عبداللہ صاحب 〃 〃
• جناب علاؤالدین صاحب گوٹھ علاؤ الدین
• جناب چوہدری عطاء محمد صاحب گوٹھ امام بخش
• جناب چوہدری غلام نبی صاحب
• جناب چوہدری محمد عبداللہ صاحب
• جناب چوہدری برکت علی صاحب گوٹھ سردار محمد پنجابی
• جناب حاجی کریم بخش صاحب گوٹھ قمر آباد
• جناب ڈاکٹر فقیر محمد صاحب
• جناب رئیس عبدالمجید صاحب باندھی
• جناب چوہدری صادق احمد صاحب دریا خانمری
• جناب ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب نواب شاہ

• جناب سیٹھ محمد دین صاحب مرحوم
• جناب چوہدری ظفر اللہ خانصاحب پریذیڈنٹ نواب شاہ
• جناب چوہدری نتھے خانصاحب گوٹھ نتھے خاں
• جناب چوہدری غلام رسول صاحب گوٹھ غلام رسول
• جناب ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب صدیقی امیر جماعت احمدیہ میرپور خاص
• جناب ابو عبدالغفار صاحب رسالہ روڈ حیدر آباد۔
• مجلس خدام الاحمدیہ گوٹھ جالی پور
• جناب چوہدری شاہ دین صاحب گوٹھ شاہ دین
• جناب فضل الرحمن خانصاحب زیل پاک سیمنٹ فیکٹری حیدر آباد
• جناب ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب رحیم آباد
• جناب چوہدری فضل احمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت رحیم یار خاں
• جناب حاجی قمر الدین صاحب گوٹھ قمر آباد
• جناب چوہدری شریف احمد صاحب کرونڈی
• جناب مولوی عبدالحق صاحب 〃
• جناب چوہدری رحمت اللہ صاحب ڈیرہ نواب شاہ
• جناب چوہدری محمد اکرام صاحب شاہ لطیف آباد

بہاولپور

• جناب عزیز محمد خانصاحب بہاولپور
• جناب مولوی غلام نبی صاحب اباد
• جناب چوہدری غلام احمد صاحب اشرق

کراچی

• جناب شیخ رحمت اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ
• جناب سردار محمد بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ
• جناب ملک مبارک احمد صاحب
• جناب ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب کاٹھی والے
• جناب چوہدری غلام احمد صاحب فردوس کالونی
• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب سنیئر
• جناب میاں عطاء الرحمن صاحب طاہر
• جناب والدہ صاحبہ شیخ محمد رفیق صاحب ایسٹ افریقن کمپنی کراچی
• جناب حافظ عبدالغفور صاحب ناصر
• جناب چوہدری محمد خالد صاحب
• جناب چوہدری مسعود احمد صاحب خورشید
• جناب شیخ عبدالحفیظ صاحب ۲ مارکیٹ روڈ
• جناب محمد شریف صاحب چغتائی
• محترمہ انور سلطانہ صاحبہ بیگم ایم ۔ اے ارشاد صاحبہ
• جناب عبدالرزاق صاحب مہتہ
• جناب عبدالقاسم صاحب بنگالی
• جناب قاضی محمد اسلم صاحب ایم اے لاہور
• جناب مولوی صدرالدین احمد صاحب

• محترمہ حمیدہ بیگم اہلیہ مولوی صدرالدین احمد صاحب
• جناب میجر محمد عبداللہ صاحب مہار
• جناب ملک رشید احمد صاحب بندر روڈ
• جناب چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب
• جناب چوہدری شاہنواز خانصاحب شاہنواز لمیٹڈ۔
• جناب چوہدری احمد مختار صاحب المختار لمیٹڈ
• جناب چوہدری آفتاب احمد خانصاحب وکٹوریہ روڈ
• جناب چوہدری احمد جان صاحب اکبر منزل
• جناب میجر عبداللطیف صاحب مالیر کینٹ
• جناب چوہدری شریف احمد صاحب وڑائچ
• جناب عبدالرحیم صاحب مدہوش مارٹن روڈ
• جناب مولوی عبدالمجید صاحب دہلوی نائب امیر
• جناب بشیر احمد صاحب ڈرائیور۔
• جناب حاجی شیخ رشید احمد صاحب
• جناب مرزا محمد رفیق صاحب چغتائی ناظم آباد
• جناب مرزا عبدالوحید صاحب بیاری کوارٹرز

بہاولنگر

• جناب چوہدری غلام مصطفےٰ احمد الدین صاحبان چک $\frac{184}{7\cdot R}$
• جناب چوہدری غلام نبی صاحب گدداور بستی

بہاولپور علاقہ

• جناب چوہدری غلام قادر صاحب کمیشن ایجنٹ
• جناب چوہدری علم الدین صاحب 〃 ہارون آباد۔

• جناب مولوی محمد شفیع صاحب کانزار چک ۱۴۲ ۱۰.R
• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب چک ۱۰۳/۲۰.R
• جناب چوہدری عبد العزیز صاحب باجوہ اللہ آباد

پشاور

• جناب محمد سعید احمد صاحب نشتر آباد
• جناب الحاج نوابزادہ محمد امین خانصاحب بنوں
• جناب مولوی خلیل الرحمٰن صاحب فاضل پشاور
• جناب خلیل الرحمٰن صاحب محلہ رام پورہ

لائلپور

• جناب صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب
• جناب مبارک علی صاحب راجباہ روڈ
• جناب مولوی برکت علی صاحب لائق لدھیانوی جڑانوالہ
• جناب شیخ الحاج عبد اللطیف صاحب
• جناب رانا محمد نعیم صاحب ولد رانا چراغدین صاحب چک ۲۱۴ گ۔ب

دیگر اضلاع

• جناب چوہدری محمد شریف صاحب امیر جماعت منٹگمری
• جناب ملک محمد مستقیم صاحب ایڈووکیٹ
• جناب شیخ محمد صاحب سکول رسالہ اسٹیٹ
• جناب سید بشیر احمد شاہ صاحب مانسہرہ
• جناب سردار امیر محمد خانصاحب قیصرانی ڈیرہ غازی خان
• جناب قاضی برکت اللہ صاحب ایم۔اے سابق پروفیسر گورنمنٹ کالج میرپور آزاد کشمیر
• جناب ڈاکٹر مرزا عبد الرؤف صاحب کیمبل پور
• جناب میجر حمید احمد صاحب کلیم میرپور آزاد کشمیر

مشرقی پاکستان

• جناب مولوی ابوالصلاح محمد صاحب بی۔اے امیر جماعت احمدیہ مشرقی پاکستان
• جناب ایس۔ایم حسن صاحب ڈھاکہ
• جناب قاضی خلیل الرحمٰن صاحب خادم بخشی بازار روڈ ڈھاکہ
• جناب محمد سلیمان صاحب ڈھاکہ
• جناب مولوی ابوالخیر محب اللہ صاحب محمود نگر
• جناب صاحبزاد مرزا ظفر احمد صاحب ڈھاکہ
• جناب ڈاکٹر عبد الصمد صاحب ڈی۔پی۔ایچ نارائن گنج
• جناب شیخ عبد الحمید صاحب ڈھاکہ
• جناب چوہدری سیف اللہ خانصاحب سیفی
• جناب ملا محمد فضل کریم صاحب
• جناب چوہدری انوار احمد صاحب کاہلوں نارائن گنج
• جناب چوہدری عزیز احمد صاحب شاہنواز لمیٹڈ ڈھاکہ
• جناب ملک محمد طفیل صاحب ڈھاکہ
• جناب محمد حبیب اللہ صاحب نارائن گنج
• جناب مسٹر ظفر احمد صاحب میاں اینڈ کمپنی ڈھاکہ
• جناب سید میجر ضیاء الحسن صاحب چٹاگانگ
• جناب چوہدری احسان اللہ صاحب ״
• جناب میاں محمد انور، ڈاکٹر محمد شفیق صاحبان چٹاگانگ۔
• جناب احمد علاؤ الدین صاحب چٹاگانگ
• محترمہ محمودہ بیگم سعدی صاحبہ ״
• جناب محمد اسحاق صاحب قریشی منیجر ماڈرن موٹرز لمیٹڈ چٹاگانگ
• جناب سید سہیل احمد صاحب ڈپٹی ڈائریکٹر ڈھاکہ

بھارت

• جناب مولانا محمد سلیم صاحب کلکتہ
• جناب مولانا بشیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ
• جناب میاں محمد حسین صاحب ״
• جناب فضل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ پٹنہ
• جناب کمال الدین صاحب مدراس
• جناب محمد عبد اللہ صاحب بی۔ایس سی ایل ایل بی۔حیدرآباد دکن
• جناب مولوی سراج الحق صاحب حیدرآباد دکن
• جناب صدیق امیر علی صاحب مالا بار
• جناب میاں محمد عمر صاحب پنجاب ہاؤس کلکتہ
• جناب میاں محمد بشیر صاحب سہگل ״
• جناب سیٹھ محمد الیاس صاحب حیدرآباد دکن
• جناب مولوی محمد شمس الدین صاحب کلکتہ
• جناب سیٹھ معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ ضلع محبوب نگر
• جناب سید بشیر الدین صاحب کلکتہ
• جناب سیٹھ محمد صدیق صاحب ״

لنڈن

• جناب چوہدری عبد الرحمٰن خانصاحب مولوی فاضل
• جناب خان بشیر احمد صاحب رفیق نائب امام مسجد لنڈن

دیگر ممالک

• جناب صالح الشیبی النہدی صاحب سورابایا۔انڈونیشیا
• محترمہ امۃ النصیر صاحبہ اہلیہ مکرم صالح الشیبی صاحب
• جناب چوہدری نذیر احمد صاحب ایم ایس کماسی غانا
• جناب میجر محمد ناظم خانصاحب عنوری مشرقی ״
• جناب افتخار احمد صاحب ایاز یکوبہ
• جناب ایم اے ظفر صاحب ایم۔بی بی ایس ٹابورہ ٹانگانیکا۔
• جناب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب منیر روزہل ماریشس حال ربوہ
• جناب چوہدری عبد الستار صاحب کویت
• جناب ایم۔اے ہاشمی صاحب ״
• جناب سید عبد الرحمٰن صاحب امریکہ
• احمدیہ مسلم مشن نائجیریا بذریعہ جناب مولوی رشید الدین صاحب
• جناب حکیم طاہر محمد صاحب سنگاپور ملایا
• جناب عبد العزیز رحمٰن بخش صاحب امریکہ
• جناب ایم وائی ندیم صاحب نیروبی ایسٹ افریقہ
• جناب ڈاکٹر ایس۔اے لطیف صاحب عدن

ادارۃ المصنفین کی نئی تصنیفات

امسال جلسہ سالانہ کے موقع پر ادارۃ المصنفین کی مندرجہ ذیل نئی تصنیفات ربوہ کے ہر بک سٹال سے مل سکیں گی ۔

۱- بخاری شریف معہ ترجمہ و شرح جزء ہفتم ۔ مکرم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب بخاری شریف کی جو شرح لکھ رہے ہیں ۔ اب تک اس کے چھ حصے طبع ہو چکے ہیں ساتواں حصہ اب طبع ہؤا ہے ۔ ہر حصہ اس قابل ہے ۔ کہ اس کا مطالعہ کیا جائے ۔ ایک جزء کی قیمت ساڑھے تین روپے ہے ۔

۲- تاریخ احمدیت حصہ چہارم ۔ تاریخ احمدیت کی نئی جلد جو حاجی الحرمین حضرت مولوی نورالدین صاحب رض خلیفۃ المسیح الاول کے سوانح حیات اور آپ کے عہد خلافت کے زریں کارناموں پر مشتمل ہے ۔ حجم پونے سات سو صفحات ۔ مجلد ہے قیمت آٹھ روپیہ جلسہ سالانہ کے موقع پر ہر بک سٹال سے خرید فرمائیں ۔

خاکسار ابوالمنیر نورالحق
مینجنگ ڈائریکٹر ادارۃ المصنفین ربوہ

قرآن مجید

عکسی قرآن، حمائلیں، باترجمہ اور بلا ترجمہ

چھوٹی تقطیع سے لیکر بڑی تقطیع تک

تفسیریں، اوراد وغیرہ ۔ اور ہر قسم کی اسلامی کتابیں

مکمل فہرست مفت منگوائیے

تاج کمپنی لمیٹڈ، پوسٹ بکس نمبر ۵۳۰ کراچی

THE
Monthly **"AL-FURQAN"** *Rabwah*

مُباحثۂ مِصر

کا انگریزی ترجمہ شائع ہو گیا ہے

"THE CAIRO DEBATE"

یہ محترم مولانا ابوالعطاء صاحب کے اس عظیم الشان اور کامیاب مباحثہ کی روئیداد ہے جس کو پڑھ کر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نور اللہ مرقدہ نے تحریر فرمایا تھا کہ :

"مناظرہ تو خیر کاسر صلیب کے شاگرد ہونے کی وجہ سے کامیاب ہونا ہی تھا مگر مجھے اس مناظرہ کی روئیداد پڑھنے سے حیرت ہوئی ہے کہ مولوی صاحب نے اس مختصر سے مناظرہ میں کتنا مواد بھر دیا ہے۔ یہ مناظرہ یقیناً ان احمدی مبلغوں کے بہت کام آسکتا ہے جن کا مسیحی مشنریوں کے ساتھ واسطہ پڑتا ہے"

اب محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماءاللہ مرکزیہ کی تحریک پر اس کا انگریزی ترجمہ نہایت عمدہ کاغذ پر شائع کیا گیا ہے۔ احباب کا فرض ہے کہ اس کتاب کی مسلمانوں کے علاوہ خاص طور پر تعلیم یافتہ عیسائی حلقوں میں بکثرت اشاعت فرمائیں۔ قیمت فی نسخہ ایک روپیہ پچیس پیسے (1.25) محصولڈاک وغیرہ بارہ پیسے۔ آج ہی طلب فرمائیں۔

علاوہ ازیں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی جملہ کتب ہمارے مکتبہ سے خرید فرمائیں۔ مکتبہ کے تین ضروری اعلانات رسالہ کے صفحہ ۸ پر ملاحظہ فرمائیں۔ عیسائیت کے بنیادی عقیدہ الوہیت مسیح پر "تحریری مناظرہ" بھی ہم سے طلب فرمائیں۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصولڈاک۔

ملنے کا پتہ

مکتبہ الفرقان ربوہ۔ پاکستان